

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232179**

UNIVERSAL  
LIBRARY









لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

رباعیات

حکیم محمد نجف

تذکرہ حکیم موم

جن کو

حافظ مولوی امام الدین صاحب گزشتہ کلمات پنجاب مختلف ماضی کے  
جمع کیا۔ ترتیب دیا۔ اور نہایت محنت سے اسکی تصحیح کی۔ اور

بجس اہتمام

شیخ غلام محمد صاحب نشی خاں مختار عدالت و مالک اخبار کوئل امرتسر

مطبع روز بازار امرتسر میں طبع ہوئی

قیمت فی جلد عمر

# فہرست رباعیات عمر خیام ردیف وار و صفحہ وار

ردیف حرف	تعداد صفحات	تعداد رباعیات	حروف ردیف وار	تعداد صفحات	تعداد رباعیات
تذکرہ	۱	۲۸	ش	۱۱۶	۱۲۱
ا	۲۹	۳۳	ع	۱۲۱	۱
ب	۳۲	۳۴	ف	۱۲۱	۱
ت	۳۴	۴۹	ک	۱۲۱	۸
ج	۴۹	۴۹	گ	۱۲۳	۱
چ	۴۹	۳	ل	۱۲۳	۱۴
ح	۵۰	۲	م	۱۲۴	۱۰۹
خ	۵۰	۱	ن	۱۲۴	۵۵
د	۵۰	۱۰۵	و	۱۵۳	۳۱
ر	۱۰۵	۱۱۱	ہ	۱۵۴	۲۲
ز	۱۱۱	۱۱۹	ی	۱۹۲	۱۰۶
س	۱۱۴	۱۱۶	تعداد و صفحہ وار رباعیات	۱۸۲	۹۱۳

# تذکرہ

## مُصَنَّفُ رُبَاعِیَاتِ عُمَرِ خِیَام

اس نامور اور فاضل حکیم کا اصلی نام غیاث الدین ابوالفتح عمر بن ابراہیم ہے اور خُیام نامِ تخلص ہے جس کے معنی خیمہ دوز کے ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے رباعی

خیام کہ خیمہ ہائے حکمت می دوت      در کورہ غم فتا و ناگاہ بخت

مقراض اجل طنابِ عمرش چو برید      دلالِ قضا براگیا نش بفرخت

دیگر

خیام منت بہ خیمہ می ماند راست      سلطان روح ست منزلش دانست

قزاش اجل ز بہر دیگر منزل      از پا نگند خیمہ کہ سلطان بخت

خیام کا باپ چاور دوزی کا کام کرتا تھا۔ شاید عمر نے اس خیال سے یا عجز و انکسار کے

باعث سے اپنے لئے بہ شاعرانہ نام (خیام) پسند کیا۔ اور یہ کچھ عمر پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ

بہتیرے ایرانی شاعروں کے تخلص ان کے پیشوں کے لحاظ سے ہیں۔ مثلاً عطار۔ سنجر وغیرہ

عمر گیارہویں صدی کے نصف اخیر پر ملک خراسان کے شہر نیشاپور

میں جو اہل فارس کا خطہ یزدان اور عام و فضل کی کان مانا گیا ہے پیدا ہوا اور بارہویں

صدی کی چوتھائی اول میں بھلت فرما عالم جاویدانی ہوا۔ اور ایک سو برس سے کچھ زیادہ

مدت زندہ رہا۔ عمر کے تذکرہ کے ضمن میں دو اور مشہور و معروف شخصوں کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں جو اسی زمانہ اور اسی ملک میں تھے۔ ان مینوں میں سے ایک شخص ان مینوں کے واقعات کو قلمبند کرتا ہے۔ اس شخص کا نام نامی ابو القاسم نظام الملک تھا۔ جو طغرل بیک تاتاری کے بیٹے سلطان آلپ سلان اور اس کے پوتا ملک شاہ کا وزیر تھا۔ جن نے سلطان محمود غزنوی کے کمزور اور بے حیثیت جانشین سے ملک ایران چھین لیا۔ اور سلجوقی خاندان کا بانی ہوا۔ اور آخر الامر یورپ کو صلیبی لڑائیوں پر آمادہ کیا اس نظام الملک نے اپنے وصیت نامہ میں جو آنے والے مدبرین ملک کے لئے یادگار کے طور پر چھوڑا تھا، حسب ذیل واقعات درج کئے ہیں۔

حضرت امام موفق رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری۔ اُس زمانہ میں سب سے بڑھ کر صاحبِ مین اور دانشمند تھے، اُس وقت کی سپلاک مین اُن کی پرلے درجہ کی تعظیم و بحکم تھی۔ مین کی بیش قیمت اور لاثانی عمر سچا سی (۸۵) برس سے بھی کچھ اوپر ہوئی + اُس زمانہ کے عام لوگوں کا امام صاحب موصوف کے بارے میں یہ اعتقاد تھا کہ ہر ایک بچہ جو آپ سے دینی علوم کا فیض حاصل کر لگا وہ یقیناً معزز اور خوش نصیب ہوگا۔ اس لئے میرے والد بزرگوار نے حکیم حاذق عبد الصمد کی حفاظت اور معیت میں مجھے شہر طوس سے نیشاپور روانہ کیا۔ تاکہ مین اُس پاک امام کی برکت تعلیم اور دُرُوثِ تربیت سے مستفیض اور مستفید ہوں۔

امام صاحب موصوف مجھے ہمیشہ احسان اور شفقت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اور چونکہ مجھے بھی اُن کی شاگردی کی عزت نصیب ہوئی۔ اس لئے میرے دل میں بھی آپ کی

کمالِ رجب کی وقعت تھی۔ اس طرح پُر پورے چار برس میں نے آپ کی صحبت میں بسر کئے۔  
 اول ہی اول جب میں نیشاپور میں وارد ہوا۔ نو دوا در طلب علم ہی جو میرے ہم عمر  
 تھے اور فطرتاً ذکی اور فہیم اسرار العلوم میں وارد ہوئے یعنی حکیم عمر خیام قسمت  
 حسن بن صباح ہتمنونیوں میں ولی محبت اور یگانگت ہو گئی۔

جب ہمارے استاد امام ہما رحمة اللہ علیہ ہمارے سبق سے فارغ ہوتے تو  
 ہتمنونیوں اپنے آموختہ سبق کا استخراج کرتے حکیم عمر خیام خاص نیشاپور کا رہنے والا تھا۔ اور  
 حسن بن صباح کا باپ سخی علی بڑا محنتی اور جفاکش آدمی تھا۔ ہاں اُس کے مذہبی عقاید اچھے  
 نہ تھے۔ بلکہ ایک بدعت پسند آدمی تھا۔ ایک دن حسن بن صباح مجھ سے اور خیام سے یوں مخاطب ہوا  
 ”دُنیا کے لوگوں کا یہ عام عقیدہ ہے کہ امام موفقی کے شاگرد بڑے صاحب نصیب

ہوتے ہیں۔ پس اگر ہتمنونیوں ایسے خوش قسمت نہ ہی ہوئے تو یہی بیشک کئی  
 ایک تو ہم میں ایسا نخل ہی آوے گا۔ پھر اگر ہم میں سے کسی ایک پر خدا ایسا تقویٰ  
 لاوے تو ہمیں آپس میں کیا عہد و پیمان کرنا چاہئے۔ آؤ ہم آپس میں حلف  
 اٹھا لیں کہ جو شخص ہم میں سے صاحب نصیب نکلے۔ وہ باقی دو نوں ساتھ  
 کا بھی حصہ کرے اور تنہا خوری کو عمل میں نہ لاوے۔ ہم دونوں یعنی نظام الملک  
 اور عمر خیام نے جواب دیا کہ واقعی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اور مذکورہ بالا شرط  
 پر ہمارے درمیان یہ معاہدہ ہو گیا۔

اس پر ایک مدت مدید اور عرصہ بعید گزر گیا۔ میں خراسان سے طبرستان کیسپا تا کو چلا گیا  
 پھر غزنی اور کابل کی سیر کی۔ اور جب میں دہان سے لوٹ کر آیا تو سلطان آلپ ارسلان کے ربا

مین مجھے وزیر الملک کا عہدہ عطا ہوا اور مین انتظام ملک مین مصروف ہوا۔

حسن بن صباح میرے پاس آیا اور اس وعدہ دیرنیہ کا ایفا چاہا، چنانچہ حسن کی دستخط اور میری سفارش پر بادشاہ نے ایک جلیل القدر عہدہ جن کو عطا کیا، لیکن حسن نے اس پر قناعت نہ کی، اور دربار شاہی سے برخلاف ایک سازش مین شریک ہوا، اور مشجکست دینے کے لئے ایک نابکار حرکت کی مگر ناکام رہا، اور لٹا آپ ہی بے عزت ہو کر عہدہ مذکور سے الگ کیا گیا۔ اور بہت سی آوارہ گردیوں اور تکلیفوں کے بعد اسماعیلیہ فرقہ مین داخل ہو کر ذوق باطنیہ کا امام ہوا۔ یہ وہی فرقہ ہے، جو حشیشین کے نام سے نامزد ہے، اور جس نے حسن بن صباح کی راہ نمائی اور منتقل مزاجی سے بڑی بڑی ترقیاں کیں \*۔

۹۰ء مین اس نے قلعہ التمزت پر جو کہ صوبہ رودبار اور بحیرہ کیپیڈن کے جنوبی سلسلہ کوہ مین واقع ہے۔ بڑی چالاک اور فریبے قبضہ کر لیا۔ یہ وہی پہاڑوں کا سلسلہ ہے جن مین اس نے صلیبی مجاہدین مین بدرجہ کمال ناموری حاصل کی، شیخ الحبیب کا خطاب پایا۔ اور اسلامی دنیا کو سخت خطرہ مین ڈال دیا \*۔

حشیشین کا لفظ حشیش سے نکلا ہے، ایک قسم کی خورد و لوٹی ہوا کرتی ہے جسے ہندی زبان مین بنگ بولتے ہیں، اور جس کو صاف و شفاف اور نفیس شہرتوں مین ملا کر اس فرقہ کے خدایتوں کو پکار کر مذہبی دیوانے بناتے تھے، اور ان کو جعلی ہشت اور سربلغ دکھلا کر ان سے اپنے مخالفین کی گردنیں اڑواتے تھے۔ اس ہولناک فرقہ کے خدایتوں کی غضب ناک تلواروں کے مقتولوں مین سے نظام الملک مذکور بھی تھا۔ جو سن مذکور کا مرقی، محسن، اور پرائہم جا ایک مدت کے بعد عمر خیام ہی وزیر موصوف (اپنے کلاس فیلو) پر لانے ہم جماعت

کے پاس قسمت آزمائی کے لئے حاضر ہوا۔ مگر وہ کسی شاہی حلیل القدر غمدہ، پولیٹیکل مہنت  
درباری خطاب یا منصب کا طالب نہ ہوا، بلکہ اُس نے بڑے سے بڑے عطیہ، اور محنت خرچہ نہ  
کی جو التجا کی، تو وہ صرف یہی تھی۔ کہ

۱۱۔ آپ مجھے اپنی دولت اور نعمت کے سایہ تلے ایک چھوٹا سا جڑو پڑھانا  
کہیں جس میں رہ کر ملک میں علم کی روشنی پھیلاؤں، اور اس کے شکریہ  
میں ہمیشہ آپ کے مال و جان کو دُعائیں دیا کروں گا،

وزیر الملک کا بیان ہے کہ جب میں نے عمر کو اپنے اس ارادے پر مضبوط پایا تو پہر کسی ملکی عہدے کے تفویض کرنے پر اس کو مجبور نہ کیا اور بارہ سال نہ نیشاپور کے خزانہ سے اس کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور اس طرح کے گزاردہ بیعہ خیرام نے ہر ایک قسم کے علوم میں عموماً اہلیت کے علم میں خصوصاً ناموری حاصل کی۔

ملک شاہ کے عہد سلطنت میں وہ کمزور میں بھی وارد ہوا۔ جہان پراس کے علم و فضل کی بدولت غایتِ قدر و منزلت ہوئی اور بادشاہ مذکور نے اس کو بڑے بڑے انعام و اکرام سے نہال اور مالا مال کر دیا۔

جب سلطان ملک شاہ نے تقویم ملک کی اصلاح کا ارادہ کیا۔ اور اس کام کے واسطے بڑے بڑے اکابر منتخب کیئے۔ تو عمر خیام بھی اُن آٹھ فاضلون میں سے تھا جو اس کام پر لگائے گئے تھے۔ اس کام کا نتیجہ سنہ ۵۱۲ھ اور ۵۱۳ھ کی لفظ جلال الدین کی طرف منسوب ہے جو ایک بادشاہ کا نام تھا۔ گین کا قول ہے کہ یہ ایک زمانہ کا شمار تھا۔ جو قیصر جولیس کی تقویم پر بھی فوقیت رکھتا تھا +

عمر خیام اپنے زمانہ کا فاضل اجل تھے ہر ایک قسم کے علوم یونانی میں عموماً اور مسلم فلسفہ اور نجوم میں خاص کراتا و کامل ہونے کے علاوہ نقشبات علم ہدیت (زیچ) کا بھی مصنف ہے۔ اور اہل فرانس نے اُس کے ایک عربی رسالہ کا جو جبر و مقابلہ پر ہے ترجمہ کر کے چھپوایا ہے۔ اس قسم کے علمی اشتغال میں اپنی حیات مُستعار کے ایام بسر کر کے ۵۳۱ھ مطابق ۱۱۳۶ء شہر نیشاپور میں اُس نے وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

خواجہ نظامی سمرقندی جو اُس کے شاگردوں میں سے تھا۔ اُس کے مزار کے متعلق اس طرح پر رقمطراز ہے۔ حکایت مجھے عموماً نیشاپور کے ایک سہا و نیل باغ میں اپنے گستاخ عمر خیام سے قیل قال کا موقع ملا کرتا تھا۔ اشائے کلام میں ایک دن آپ نے فرمایا۔  
 ”میری قبر ایسی جگہ ہوگی کہ بائیس سال اُس پر گل افشانی کیا کریگی،“

میں نے بظاہر آپ کے ان الفاظ پر تعجب کیا۔ مگر میں خوب جانتا تھا۔ کہ یہ الفاظ نبی ریگان نہیں جانے کے۔ چند برسوں کے بعد جو مجھے پھر نیشاپور میں جانے کا اتفاق پڑا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک باغ کے باہر واقع ہے۔ اور درختوں کی میوہ جات سے لدی ہوئی شاخیں دیوار باغ پر سے ہو کر مزارِ نکور پر جھکی پڑی ہیں۔ اور اُس پر گل افشانی کر رہی ہیں۔ یہاں کہ لوحِ مزار اُن کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ اور ان دور رباعیات کا مطلب پورا ہوا جس کو استاد مرحوم پڑھا کرتا تھا۔

رباعی

چون ابرہ نور و زُخ لالہ بشت  
 بر خیز و بجام بادہ کن عزم دست  
 این سبزہ کہ امر و تماشا گاہست  
 فردا ہمہ از خاک تو بخوابد دست



## دیگر

اے دل چور مانہ میکہ غناکت      ناگہ بروڈرتن روانِ پاکت  
برسنہ نشین و خوش بزی روزِ چنپے      زان پیش بکہ سبہرہ برومدارِ خاکت  
حضرت سعدی علیہ الرحمۃ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔ قطعہ

آہ ہر گاہ کہ سبہرہ درِ بستان      بدمیدے چہ خوش بدے دلِ تن  
بگذر اے دوست تا بوقتِ بہار      سبہرہ بینی دمیدہ برگِ گلِ تن  
لارڈ کرزن سابق و ایسراے ہند کے سفر نامہ ایران کا ترجمہ جو جناب مولوی نظم علی خان صاحب نے کیا ہے۔ اُس میں جو لارڈ موصوف نے عمر خیام کے مقبرہ کے باب میں تحریر کیا ہے اس کو نہایت حسرت اور یاس کے ساتھ اس موقع پر درج کیا جاتا ہے افسوس ہے کہ ایران کے مسلمان بھی ایسی غم زدہ حالت میں ہیں جیسے ہم۔ ہندوستانی مسلمان لارڈ موصوف یون رنمطرازی ہیں۔

**مقبرہ عمر خیام** بہت سے اہل مغرب ناظرین شائد نیشاپور کو صرف اس تقریب سے پہچانتے ہوں گے کہ یہ ایران کے اُس ہیئت دان نامی گرامی شاعر عمر خیام کی آرام گاہ ہے جس کا نام اور جس کا کلام موجودہ نسل کو فطرتِ جبریل کے بے نظیر ترجمہ اور اُس سے کمتر درجہ کے بہت سے شاعروں کے مطابق اصل نص آئینہ تراجم کے ذریعہ سے اچھی طرح معلوم ہو گئے ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ صاحبِ ثانی الذکر میں سے کسی ایک کی تصنیف کے دیباچہ میں میں نے یہ منکسر اندر جو ہست لکھی ہوئی دیکھی تھی کہ:-

”کاش کوئی شخص میری اس کتاب کو نیشاپور میں لے جایا کر عمر خیام کے مقبرہ پر بند چڑھا دے“

اگر میرے پاس یہ کتاب موجود ہوتی تو یقیناً میں نے راقم کی درخواست کی تعمیل کی مگر  
 اور جس وقت میں نے اپنا غیض وری سامان علیحدہ کیا تھا اسی وقت شاعر کی قبر پر اس کتاب  
 کو بھی نذر چڑھا دیتا۔ اگرچہ مجھے خوف ہے کہ اگر عمر خیام کی قبر کی تباہ اور ردی حالت کو اس کے  
 انگریزی مترجمین دیکھتے تو انہیں سخت صدمہ پہنچتا۔ یہ قبر ایک ویران سے باغ میں ہے جس  
 میں کہی پہلوں کی کیاریاں اور پانی کی نہریں تھیں۔ مگر اب سوائے خشن خاشاک کے اور کچھ  
 نہیں رہا۔ قبر پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ جس سے شاعر کے نام یا شہرت کا پتہ چل سکے۔ اور  
 مقامِ فوس ہے کہ آج کل کے ایرانی عمر خیام کی مٹت خاک کی طرف سے ویسے ہی بے پروا  
 ہیں جیسے انیسویں صدی کے اہل لٹرن لیتھوپیس یا ٹیم آف ماس برنی کی خاک کی طرف سے۔  
 قسطنطین صاحب اپنے دیباچہ انگریزی ترجمہ رباعیات عمر خیام میں جو خیالات لکھتے  
 ہیں۔ انوس ہے کہ ان میں سے بعض خیالات کے ساتھ ہمارے دوستوں کا اتفاق رائے  
 نہیں ہے۔ بہر حال ان میں سے بھی چند ایک کو لکھتے ہیں۔ اور ان پر اپنا ریمارک کرتے ہیں۔  
 وہ فرماتے ہیں۔

”باوجود اس امر کے کہ عنایات سلطانی عمر خیام پر زیادہ سے زیادہ جو رہی تھیں پہر ہی اس کے  
 خیالات اور زبان کی عشرت پسند جڑات نے اس کو اپنے زمانہ اور ملک کی ملامتوں کا ہدف  
 بنا دیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صوفی لوگ خاص طور پر اس سے مُنہ پھراؤن ترسان تھے۔ اس لئے  
 کہ وہ ان کے طریقہ کی تضحیک کرتا تھا۔ حالانکہ ان کے مذہب سے اگر تصوف اور اسلام کے  
 چند خود ساختہ اصول الگ کر دئے جائیں تو عمر خیام کے مذہب سے ان کے مذہب کا کچھ خفیف سا  
 تفاوت باقی رہ جاتا ہے۔ فردوسی کے سوا باقی ایران کے پیشوا صوفی شرب شاعران میں

حافظ شیرازی ہی شامل ہے۔ زیادہ تر عمر خیام کے خیالات کے ہی خوشہ چیں ہیں۔ اگرچہ اُن خیالات کو وہ صد فی صد رنگ و بیکار اپنے اور سامعین کے مذاق کے مطابق بنا دکھاتے ہیں علاوہ بریں ان مذکورہ بالا شعرا کے زمانہ کے لوگ نہ وہ عقائد ہی تھے۔ یعنی جس طرح کپسی بتا پر جلد شک کرنے لگتے تھے۔ ویسی ہی سرعت کے ساتھ اُس پر یقین ہی کر لیتے تھے۔ اُن کی روحانی اور جسمانی حستیں بہت تیز تھیں۔ اور وہ اس قسم کے مجموعی اشعار کو نہایت پسند کرتے تھے۔ جن سے ان کو اس دنیا کے کاموں کا بھی لطف آوے۔ اور آئندہ دنیا کے خیالات سے بھی حظ اٹھائیں۔

عمر خیام کے خیالات اس قسم کی ریاکاری سے کچھ مناسبت نہ رکھتے تھے۔ پس خدا کی ہستی کے دریافت سے ناکام میاب نہ ہو کر اُس نے قسمت کو ہی خالق جانا اور آخرت سے انکار کر کے اس دنیا پر ہی یقین کیا۔

۱۵ خدا کی ہستی کے دریافت سے اگر خیام ناکام رہنا۔ تو خداوند تعالیٰ کی پاک ذات کو اپنی بیش قیمت اور لاثانی نظم میں یوں بری العیب اور عالم الغیب نہ مان دھتا جس طرح پران رباعیات سے ظاہر ہوتا ہے۔

رباعی

در دیدہ گشتنگ مور نورست از تو	در پائے ضعیف پشہ زورست از تو
ذات تو سر است مر خداوندی را	ہر وصف کہ نام سر است و دورست از تو

وبیکر

کس را پس پرودہ قضا راہ نشد	ذرتیر خدا بیچ کس آگاہ نشد
ہر کس نہ ترغیاس چہ بیک گفتند	معلوم نہ گشت و قصہ کوتاہ نشد

خیام خداوند تعالیٰ کو ہی اپنا مالک حقیقی یقین کرتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتا۔ تو ایسی دریا بجز مناجاتیں جن کے

اس لئے اُس نے روح کو موجودہ اشیاء پر قناعت کرنے سے ہی خوش ہونا بہ نسبت آخرت کی مہم جویم چیدگیوں کے بہتر سمجھا۔ اس امر کا تاثر پر ذکر ہو ہی چکا ہے کہ اُس کی دنیاوی تنہا کچھ بہت بڑی نہ تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ بمقابلہ روحانی خوشیوں کے حسی خوشیوں کی تعریف یا مذاق سے کرتا ہے۔ یا مجبور ہو کر روحانیت کی تعریف میں اُسے زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔

بقیہ حاشیہ پڑھنے والے سے انسان عالم وجد میں آجاتا ہے۔ اس کے دل و دماغ۔ اور زبان قلم سے نہ نکلتن۔ مگر یہ باتیں صرف کسی کے بتائے ہوئے لفاظی پر مبنی کر لینے سے کہاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ جب تک اصل زبان سے دریافت نہ ہو۔ اور شاعر کے کلام کو خود بذاتہ غور و فکر سے مطالعہ نہ کیا ہو۔ ایک عقلمند انسان غور کر لیتا ہے۔ کہ ایک ایسا شخص جو (۱) مسلمانوں کے خاندان میں پیدا ہوا (۲) مسلمان پیدا ہوا (۳) اُس کا شفیق اور جامع استاد مسلمان تھا۔ اور مسلمان ہی کیسا۔ امام وقت اور سربراہ روزگار جس کے فیض تعلیم سے اُس وقت کے لوگ برکت ڈھونڈتے ہوں (۴) ایسے ستاد سے اُس نے تعلیم پائی ہو اور وہ اُس کے ہم جامعہ دنیا میں علم اخلاقیات کہتا ہوا لے مسلمان ہوں پہ اُس کے مسلمان ہونے کے تائید اس کے خاص کلام سے ہی ہوتی ہے۔ تو ہی ہم اُس کے مسلمان ہونے کی توثیق میں اس کے تمام شاعرانہ کلام سے قطع نظر کر کے خاص مناجاتی حصہ کی چند رباعیات اُس مقام پر لکھتے ہیں۔ جن سے دعا ہے اُسے وقوف میں نفسِ لوامہ کی علامت سے اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نظر ڈالتا ہے۔ اور اپنی فرد گزشتہ اشتیاق غلط رفتاریوں سے نادم ہو کر اُن کے روحانی نتائج سے محفوظ رہنے کے لئے اُس علیم و قدیر۔ اکمل و اعلیٰ حاکم کی طرف خلوص دل سے دعا مانگتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

### رباعیات

بکشتائے درے کے درکشائندہ توئی	(۱)	بنما رہے۔ کہ راہ نمائندہ توئی
من دست بہ بچ و سنگیہ کہ نہ ہم		کا ایشان ہمہ فانی اند و پائندہ توئی
یارب بخشا برین از برزق درے	(۲)	بے منت مخلوق رسان احمرے
اوبادہ چنان مست نگمدار مرا		کز بے خبری نباشد دم در دوسرے

اگرچہ نیچہ اُس کے اور عوام کے اُن سوالات کا پورا پورا جواب نہیں دے سکتی جن کے ساتھ سب لوگوں کا تعلق ہے خواہ کسی وجہ سے ہو۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے مختصر خیام اپنی ملک میں کبھی ہر دول غریز نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسکی تصانیف دنیا میں کم شائع ہوئیں۔ اسکی نظموں کے مسودے متواتر قلمی نقلین ہونے کی وجہ سے مشرقی ملکوں میں اتنے کم ہو گئے کہ باوصف ملکی فتوحات اور حکومت کے مغرب میں گویا پہنچے ہی نہیں۔ تنہم کلاماً

<p>ہر جرم کہ رفت حَسْبَهُ اللَّهُ بخش مارا بدر خاک رسول اللہ بخش</p>	(۳)	<p>یک بہر مہم بین و گناہ وہ بخش از بار ہوا۔ آتش کین را مفسد روز</p>
<p>عفو تو امید ست کہ گیر دستم عاجز تر ازین عخواہ کہ اکنون ہستم</p>	(۴)	<p>گر من گنہ بر روئے زمین کر دستم گفتی کہ بر روز عجز دست گیرم</p>
<p>در گرد و بہت ز رخ ز رفتم ہرگز دانی کہ یکے را دو گفتم ہرگز</p>	(۵)	<p>گر گوہر طاعتت نفسم ہرگز نومیدیم ز بار گاہ کرمت</p>
<p>و ذکر دہ خویش تن بدر دم چکنم؟ زین شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چکنم</p>	(۶)	<p>بافس ہمیشہ در سہر دم چکنم؟ گیرم کہ ز من در گردانی بکرم</p>
<p>بر جان و جوانی و تن خود کردم بر گشتم و تو بہ کردم و بد کردم</p>	(۷)	<p>یا رب اگر گناہ بے حد کردم چون بر کرمت و توئی مکی دارم</p>
<p>بر حال دل اسیر من رحمت کن بر دست پیاہ گیر من رحمت کن</p>	(۸)	<p>بر سیئہ غم پذیر من رحمت کن بر پائے خرابات رو من بخشا</p>

صاحب موصوف کا یہ مقولہ کہ خیام اپنے ملک میں کبھی ہر دل عزیز نہیں ہوا۔ کسی تنگ  
دوست ہے ایک ضرب المثل ہے۔ کہ حکیم اپنے وطن میں اپنی عزت کم ہی دیکھتا ہے  
ایسے بہت سے پاک، بزرگ اور حکیم وغیرہ صفہ ہستی پر پہن گزرے ہیں۔ کہ ان کی وفات

بقیہ حاشیہ ہم نے صرف آٹھ رباعیات مناجاتی پر ہی قناعت کی ہے جن سے نہ صرف ہماری مذکورہ  
بالادعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بھی صاف ثابت ہے۔ کہ خیام کا حضرت محمد رسول سلام علیہ پر ہی  
پختہ ایمان ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کو وہ قادر مطلق غفور الرحیم یقین کرتا ہے۔

فطر جیڑ کے خیالات کے برخلاف۔ خیام بڑے زور سے آخرت یا قیامت پر ایمان لانا ہے  
چنانچہ وہ اپنے معشوق کی زبردستی کی واکی امید کو جو رزقیا مست میں خداوند تعالیٰ سے اسے ہے ان  
الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

## رباعی

روز سے کہ شود اِذَا الشَّمَا لَشَقَقْتُ	وَأَنْ دَمٌ كَبُرَ إِذَا الْخُجُومُ أَتَكَلَّ رَحَتْ
من و این تو گھیبم اندر عصات	گویم صنایا کی ذنب گھیتلٹ

خیام اپنی ایک رباعی میں آخرت کے عذاب سے خوف دلا کر اپنے مخاطب کو یوں شرم دلانا ہے۔

## رباعی

اَزْ اَنْشِ اَخِرْتِ نَمی داری پاک	و ز آبِ ندامت نشدی ہرگز پاک
چون باد اجل چراغِ عمرت بکشد	ترسم کہ ترا ز رنگِ نپذیر و خاک

اس کو پورا پورا یقین ہے۔ کہ اس دنیا سے سدا کر ایک نئی دنیا میں جانا ہے۔ اور اس حکم الہی میں  
حضور میں حاضر ہو کر اپنے افعال اور کردار کی جواب دہی کرنا ہے چنانچہ حسبِ نیل دور بیان لکھی جاتی ہیں

## رباعی

شمرست نالما زین تنباہی کردن	زین تزکیہ و امر و نواہی کردن
گیرم کہ سرسراں جهان ملک تو شد	جز آنکہ رہا کنی چہ خواہی کردن
سر مہ دانا سے فلک می داند	کو متو بمورگ برگ می داند
گیرم کہ برق خلق را بغیر می	باؤ چہ کنی کہ یک سبک می داند

کے بعد ملک اور قوم نے مائی لباس پہنے۔ دل گداز اور جگر سوز مرثیے لکھے۔ بڑی بڑے خطاب دئے۔ مگر اپنی زندگی میں انہوں نے خاک ہی قدر قیمت نہ پائی۔ سچ ہے قد شاعر بعد از مرگ شاعر غنی

نکرد شعر من مشہور تا جان در تنم باشد | کہ بعد از مرگ آہونا فہمیردن می و ہد بورا

اگر سچ ہو چوتوا ایسے لوگ کہاں مرتے ہیں۔ جو اس قسم کے عالی شان کا زمانے آئندہ نسلوں کے لئے دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں۔ حافظ

ہرگز نہ میسر و آنکہ دلش زندہ شد عشق | ثبت ست بر جریدہ عالم دوام

کاشکے آج عمر خیام صفحہ ہستی پر نمودار ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور اپنے قانون سے سنتا کہ ہر ایک طبقہ کے لوگ عموماً اور حکمائے دہر۔ فضلاء عصر اخبار دن کے جادو نگار اور اُدائن کے لائق فائق نامہ نگار وغیرہ اس کے باب میں کیا کچھ لکھ رہے ہیں اور ایک اس کے مفولون کو کس ذوق و شوق سے پڑھتی اور سنتی اور ان کی قدر و منزلت کرتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اہل یورپ جو ہر ایک ہنر و فن کی قدر کرنے والے ہیں۔ انہوں نے خیام کے کارناموں کو اس عزت اور عظیم کے ساتھ اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا ہے۔ اور انکی تصانیف کے زندہ کرنے میں وہ وہ اہتمام کئے ہیں جو خود بذاتہ خیام کے خواب خیال میں بھی نہ تھے۔

مگر خیام تو شان و شوکت اور ظاہری نمود سے سیکڑوں کو سبھاگتا تھا اور اس قسم کی ظاہری ناموری کی بجائے چاہتا تھا۔ جیسا کہ وہ اس رباعی میں ظاہر کرتا ہے رباعی

در راہ چنان زد کہ سلامت بگذند | با خلق چنان زی کہ قیامت نمانند

در سجد اگر روی چنان رو کہ ترا | در پیش خوانند و امامت نمسند

اگر وہ جبہ دوستا و غیرہ سے آراستہ ہو کر اپنے گلے میں کدو ڈالتا۔ اور تسبیح ہزار دانہ سے کام لیتا۔ اور اپنے خلاف کائناتیں مہانت کی راہ و رسم سے لوگوں کو اپنی طرف بولاتا تو خدا جانے کس قدر خلقت اُس کے چچے ہو لیتی اس لئے کہ دنیا بھر چال ہے مگر قدرتی طور پر اُس کو ان باتوں سے نفرت تھی۔ وہ ایک دُرِ باعیدوں میں یوں نصیحت کرتا

رباعی

پند سے دہمت اگر بن داری گوش | از بہر خدا جائے تندریر پیش  
عقبی ہمہ روزہ است و دنیا یک دم | از بہر دے ملک ابد را مفر و شش

دیگر

یک جرعه سے زُناک کا اُس بہت | در تخت قباد و ملکیت طوس بہت  
ہر تالک کہ زند کے بسحر گاہ زند | از طاعت زاهدان سالوس بہت

خیام کی رباعیات کے کم شل ہونے کی ایک تو یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جن خیالات کا وہ اپنے زمانہ میں موجد تھا اُن کے سمجھنے والے لوگ شاذ و نادر ہی تھے اس لئے کہ وہ سب زبیر و باغ اور عالی خیال شخص تھا۔ اور سطحی خیالات کے انسانوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص اُن سے بڑھ کر قدم رکھے۔ نوراً اُدس سے متنفر اور کارہ ہو جاتے ہیں۔ حافظ شیرازی کی شہرت کا یہ باعث ہوا کہ عمر خیام کے خیالات کو اُس نے نہ ہی رنگ اور تصوف کے لباس میں رنگ دیا۔ اور بموجب قول طنز جیر لڈ یہ بات عمر خیام کے نصیب نہ ہوئی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مختلف قلبی نسخے جو مختلف کتب خانوں میں بے ترتیب اور



نامکمل ہونے کی حالت میں موجود ہیں۔ تو یہ رباعیات مختلف مذاق کا مجموعہ ہیں اس لئے ہر ایک مذاق کے اہل علم لوگوں نے اس مجموعہ سے اپنے مطلب اور مذاق کے مطابق رباعیات منتخب کر لیں جن کو انہوں نے علیحدہ علیحدہ کتابوں کی شکلوں میں رکھ دیا کسی نسخہ میں ہی رباعیات میں جبرگ بادہ نوشی سے ربط ہے کسی میں دہی جودنیا کی عیش و عشرت سے تعلق رکھتی ہیں کسی میں ازین قبیل کہ دنیا دار اور بے ثبات ہے کسی میں کوزہ نامہ کسی میں ساتی نامہ وغیرہ وغیرہ۔

یہی باعث ہے کہ فطرحیرلہ صاحب نے چنانچہ چھوٹ کر صرف چھتر رباعیات کا ترجمہ کر کر ایک علیحدہ نسخہ تیار کیا ہے۔ صاحب موصوف کا خیال ہے کہ دراصل رباعیات کی تعداد اسی قدر ہے۔ اور باقی رباعیات پہرہ بھار کر یا الفاظ دیگر انہیں ۵۷ کا ہی اعادہ ہے۔ سبحان اللہ صاحب موصوف کی کیا ہی سخن فہمی ہے۔ اگر بغضبیبی سے کسی کے ہاتھ ہی نسخہ آجاوے گا تو وہ عمر خیام کے فضل و کمال کا کیا اعتراف یا اندازہ کرے گا۔ حالانکہ اصل رباعیات ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ پس کیا ہی عمدہ مقولہ ہے ہمارے پہلے عمر خیام کا جس کو ایک باغی کی شکل میں بیان کرتا ہے رباعی

صیاد نہ حدیث نہ خچیر مکن	چیزے کہ سخاوندہ تو تفسیر مکن
گر پر طریقت از تو معنی طلبد	از دیدہ بکن روایت از پر مکن

اس میں شک نہیں کہ ایک ایک مضمون کو کئی ایک رباعیات میں مختلف پیرایوں میں لایا گیا ہے۔ مگر پیرایہ بدلتا اور نفسان عبارت بھی تو کوئی چیز ہے اور صنائع بدائع لفظی و معنوی بھی تو کوئی ہنر ہے لیکن یہ باتیں اصل زبان فارسی کے عالموں سے علاوہ کتنی ہیں

اور غیر زبان والے اس لطف کا کہاں حظ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اگر سچ پوچھا جائے تو کسی فصیح و بلیغ نظم کو غیر زبان میں ترجمہ کرنے سے اس کا باقی ہی کیا رہ جاتا ہے ہر حال ہم اس حصہ کلام کو یہیں چھوڑتے ہیں۔ آخر خیام کے جواہرات کے خزانہ کا رخ لیتے ہیں۔ عمر خیام علوم حکمیہ میں اپنے زمانہ کا کیتا، اور لاثانی مانا گیا ہے۔ آپ کے کلام فیض الہیام سے سامعین کا دلغ مثل گلشن معطر ہوتا ہے۔ رباعی کے فن میں وہ ایسا استاد کامل ہے کہ اپنا آپ ہی لاثانی ہے۔ بندش الفاظ، سادگی کلام، اور نزلے فلسفہ کے ساتھ ہی اس کی ایک ایک رباعی میں دنیا بہر کے ہزاروں تجربے اور شاہدے بھرے پڑے ہیں۔ اس کی بعض رباعیات قرآن مجید کی آیات کا ایک طرح سے ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ جو ہندو نصایح کے پیرامین ادا کی گئی ہیں۔ قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں

اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَنٰكَ وَبَنٰىهُ عَدَاوَةً كَانَتْ وَلِيًّا حَمِيمًا

خیام اس پاک آیت کے موافق یوں لکھتا ہے۔ رباعی

بادشمن دو دوست فعل نیکو۔ نیکو دوست	برکے کند انکد نیکو اش عادت است
باد دوست چو بد کنی شود دشمن تو	بادشمن اگر نیک گنی گردو دوست

اسی مضمون کو پیرایہ بدل کر یوں بیان کرتا ہے رباعی

بیگانہ اگر وفا کند خوشیست	دور خویش جفا کند بداندیشیست
گر زہر موافقت کند تریاقیست	دور خویش مخالفت کند بداندیشیست

اسے ترجمہ پس اختیار کر اس فعلت کو کہ بہتر ہے یعنی اگر کوئی سخت کلام کرے یا باساما کرے تو تو اس کے عزم میں نہ کر جو اس سے بہتر ہو۔ ایسا کرے سے تیر دشمن اس طرح جو جاو گیا۔ کہ گویا تیر جانی دوست ہے ۱۲

قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں خَلِیْقُكَ وَآفَلِیْكَ لَا دَلِیْلَ لَكَ اَنْ تَكُنْ اِلٰهَیْهِ خِیَامِ اِسْ ایت کے مطلب کا کل و بیل کے مکالمہ میں اس طرح اظہار کرتا ہے۔ رباعی

گل گفت بہ ازلقائے من رُوستے	چندین ستم گلاب گربا بے حسیت
بیل بزبان حال باؤمی گفت	یک روز کہ خندید کہ سلسلے نگریت؟

تمام تصوف کا لب لباب صرف ایک آیت قرآن میں آگیا ہے۔ یعنی قُلْ اَفَلَا مَن یَعْبُدُ مِن دُونِیْ اور سورہ یوسف میں امراۃ العزیز کی زبان سے یون ادا ہوا ہے۔ وَمَا اُبْرِیْ لَیْ فِیْ نَفْسِیْ اِنَّ النِّفْسَ لَآ مَتَّانٌ بِالشُّعْرِیِّ اَلَا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس نفس مارہ کا رام کر لینا ہی فوز عظیم ہے۔ اور اسی کی سرکشی سے سب جھگڑے اور بکھیرے ہیں مولوی معنوی قدس سترہ فرماتے ہیں۔

نفس از دور باستان این کے سترہ از غم بے آلتی افسرہ است

خیام اس مضمون کو ایک رباعی میں یون ادا کرتا ہے رباعی

نفت بگ خانہ ہی ماند راست	جزو بانک میان نہی از وچ خواست
رو بخت ست خواب خرگوش زہر	آشوب پلنگ ارد و گرگ و غاست

ایک پرانی کہانی ضرب المثل ہو رہی ہے کہ ایک دن خیام نے عالم سکر میں میر رباعی کہی۔

۱۔ چاہئے کہ تھوڑا خسین اور بہت روئیں۔

۲۔ جس شخص نے اپنے نفس کو پاکیزہ کیا۔ بے شک اس نے دونوں جہانوں میں فلاح پائی۔

۳۔ اور میں نے اپنے نفس کو بری نہیں کرتی۔ بیشک نفس اپنے قریب دینے والا ہے برائی پر۔ گراں وقت کہ میرا پروردگار مہربانی کرے۔ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا ہے۔ مہربانی کرنے والا۔

## رباعی

ابریقِ مٹے مرگستی بیتی	برینِ درمیش را بہ بستی بیتی
برخاکِ برنجی مٹے بابِ مرا	خاکم بدہن مگر تو سستی بیتی

اس رباعی کے کہتے ہی خیام کے تمام چہرہ کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ اور محفل کے جلسہ میں انیس سب کے سب چلتے پھرتے نظر آئے۔ خیام نے آئینہ امکا جب اپنی شکل کو دیکر گون دیکھا تو نہس دیا اور منہ رعبہ ذیل رباعی کہی رباعی

نا کردہ گناہ در جہان کیست بگو	آن کس کہ گنہ نہ کر چون زبست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من تو حدیث بگو

کہتے ہیں کہ اس رباعی کے کہنے سے فوراً اس کی صورت دزنندہ ہوئی۔ اور چہرہ سوخ کی طرح چمکنے لگا اور خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

پہلی رباعی کے باعث چہرہ کا رنگ سیاہ ہونے میں اگر کسی کو شک ہو تو یہی دل کے سیاہ ہونے میں تو کچھ شبہ و کلام نہیں ہو سکتا۔ خدا پاک کے حضور میں نہایت سخی اور بیباکی سے ”مستی“ کی کہنا سراسر سیاہ ولی نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر دوسری رباعی میں جو نہایت عجز و انحسار سے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا گیا ہے تو وہ پاک ذات جسکی رحمت بہانہ طلب ہے، بصدق آیت کریمہ

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ	اسے پیغمبر میری طرف سے میرے بندوں کو کہہ کے کہ تمہیں
أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے میرے بند و جو اپنی جانوں پر
لَا تَنْفُتُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ	زیادتی کر بیٹھے ہو تم خدا کی رحمتوں سے مایوس نہ ہو جاؤ

إِنَّ اللَّهَ يُغْفِرُ الذُّنُوبَ | بیشک اللہ بخشتا ہے سب کے سب گناہ بیشک وہ بخشتے  
أَنْتُمْ مِمَّنْ أَخْفَوْا مِنَ التَّحِيمِ (زمرہ ۲۴) | والا مہربان ہے۔

ہم نہ دیا ہوں گے گناہوں کو اپنے خلقِ کریمِ رحمتِ عظیم، اور بغفتِ عیم سے معاف کر دے تو  
اس کے آگے کیا مشکل ہے ؟

## دولت و نیا

یہ دولتِ دنیا یا زرِ کچھ ایسی ساحرہ اور دلِ فریبِ مشوقہ واقعہ ہوئی ہے کہ اس کے حصول  
کیلئے کچھ اس زمانہ کے لوگ ہی ہاتھ پاؤں نہیں مارتے بلکہ ہر زمانہ میں ایسی ہی کشمکش  
چلی جاتی ہے جس طرح پرکردانِ مدہوش اور مفلسانِ بلا نوش کو مرغوب ہے۔ ویسی ہی  
پدسیانِ خموش اور اہلِ بین حقِ نبیوش کو مطلوب ہے۔ کوئی کام عام اس سے کہ دین کا ہو  
یا دنیا کا بغیر اس کے چلنا محال بلکہ جنجال ہے پس عالی و دماغِ خیام اس ضمنوں کو یوں رقم  
کرتا ہے۔

## رباعی

گوئند کہ مرد را ہنرے بائد	یا نسبتِ عالیِ پدرے بائد
امروز چنان شدست در نوبتِ ما	کاینہا ہمے تیجِ زرے بائد

## دیگر

سیم ارچہ نہ مایہ خرو مندست	بے بیان را بلغِ جہانِ رندست
از دستِ تہی بختِ سر ز اکت	در کبیئہِ زردمانِ گل خندست

## محنت

گر وہی دولتِ دمال خوشگوار ہے جو اپنے دس ناخنوں کی کمائی سے حاصل کیا جاوے

اور ناجائز وسائل سے اپنے دل و اعضا کو میلا اور آلودہ نکیا جاوے۔ اور اگر ایسا مال  
منزلت تلاش کیا جاوے تو بجز محنت و مشقت کے حاصل نہیں ہوتا۔ اگر اپنی ہاتھ پاؤں  
کو اپاہجوں کی طرح بیکار چھوڑ کر بیٹھے ہیں اور پہر ایسی تمنا ہی دل میں رکھیں۔ تو  
این خیالست و محالست جنون

خیام ایسے مال کے حاصل کرنے کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے رباعی

در دہر کسے بگل عذارے نرسید	تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شلخ نشد	دنتش بسر زلف نگارے نرسید

### خیرات کی روٹیاں

اور اگر محنت و مزدوری سے گریز اختیار کر کر خیرات کی روٹیاں پہ پی اپنی زندگی کا  
دار و مدار رکھا جاوے۔ جیسا کہ آج کل کے کئی ایک ملاؤن۔ پیرزادوں اور مدعیان  
زہد و تقویٰ کا شیوہ ہو رہا ہے۔ تو اس سے نہ صرف ملک اور قوم کو ہی صدمہ پہنچتا ہے  
بلکہ ایسے لوگوں کی خود ہی پرے درجہ کی تباہی ہے۔ اس مطلب کو خیام نے یوں باندھا ہے

### رباعی

از لقمہ فقر۔ ہر کہ پرورد جسد	رو باہ شود۔ اگرچہ بوست است
گر بے غرضی من مصدق اری	خاصیت نان و قف بخل ست جسد

اس مضمون کو جس پرانہ میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العزیز نے ادا کیا ہے گویا وہ اس  
رباعی کی تفصیل ہے مولانا رومی

لقمہ کو نور بخشید کمال	آن بود آدرودہ از کسب لال
------------------------	--------------------------

روغنے کا یہ چراغِ ماکُشد	(۲)	آبِ خواہش چون چراغِ کُشد
علم و حکمت زائد از لقمہ حلال	(۳)	عشق و رقت آید از لقمہ حلال
چون ز لقمہ تو صد بینی دوم	(۴)	جہل و غفلت زائد از اداں حلام
لقمہ تخمِ ست و برش اندیشِ ہا	(۵)	لقمہ بحر و گوہرِ شش اندیشِ ہا
لقمہ تخمِ ست و بہرِ شورہ منہ	(۶)	تینِ خرا و دوستِ ہر بہرِ نِہ
زائد از لقمہ حلال اندر دہان	(۷)	میلِ خاطر سُوئے رفتنِ آنجہان
زائد از لقمہ حلال اے مہِ خضو	(۸)	در دلِ پاکِ تو و در دیدہ نور

### چکنی چٹپی بائین

دنیا کے عوام کا لانعام کا ہمیشہ سے یہ کلیہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ جب کسی کے پاس دنیا کا مال و دولت ہوتا ہے تو اُس کے یا رنگسار اور منوس غمخوار بننے کا دعوے کرتے ہیں مگر اصل میں وہ ایسے غدار اور دغا کار ہوتے ہیں کہ جب اُن کا مطلب نکل چکا۔ یا ہمارا پاؤں کسی دنیاوی صدر پر یا حادثے کے باعث پھسل گیا۔ تو چل توں کون اور مین کون ایسے لوگوں سے ہر ایک کو اپنی زندگی میں پالا پڑتا ہے۔ خیام ہی ایسے لوگوں سے اٹک ہی رہنے کا اشارہ کرتا ہے

رباعی

آن بہ کہ درین زمانہ کم گیری دوست	با اہل زمانہ صحبت از دور زکوست
آنکس کہ بجلگی تیرا عجب بدوست	چون چشم خرد باز کنی دشمنت است

### نوکری

لازمت جو ایک خیس ترین پیشہ ہے۔ فی الحقیقت غلامی کی یکساں ہے حالانکہ اُس

حکیم علی الاطلاق نے انسان کی فطرت میں آزادی رکھی ہے۔ افسوس ہے کالج کل کے اکثر لوگوں کی طبائع کسب مہنز پیشہ مثلاً زمین داری۔ سوداگری وغیرہ سے ہٹ کر اسی کی طرف پلٹ پڑی ہیں۔ اور ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ ملازمت سے جتنے ملے۔ اولاد کو سکول میں اس لئے داخل کیا جاتا ہے کہ کہیں چارمپیہ کار و زرگار مل جاوے۔ اگر کہیں ایک اسمی خالی ہوتی ہے تو سینکڑوں درخواستیں گزرتی ہیں۔ امیدواروں کے پرے جم جاتے ہیں۔ اور قسم قسم کی سفارشیں اور ناجائز وسائل عمل میں لائے جاتے ہیں۔ یہ طوفان بے تمیزی یہاں تک زور پکچل گیا ہے کہ چھ سات روپے پر اپنے سر کو بیچ ڈالنا بڑے فخر کی بات سمجھی جاتی ہے۔

ایک رشتہ خیمہ فاضل نے اسکی مثال یوں بیان کی ہے کہ کتنا ایک سوکھی ہڈی کو لیکر اپنی منہ میں چباتا ہے تو جیڑوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ یہ اس کو مزہ سے چاٹتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ خون ہڈی سے مجھے ملتا ہے حالانکہ یہ اس کے اپنے ہی جیڑوں کا خون ہے۔ نوکری میں قسردن کی دیکھ لیاں اور حاکمون کی کھرکیاں۔ مانتوں کو دن بانا آٹا کی کی بربادی۔ آرام کو حرام کرنا۔ وغیرہ وغیرہ چنانچہ حضرت سان العنیب حافظ شیرازی اس پر یوں قحط ازہین حافظ

کلاہ خوشترست اما بدردی  
غلط گفتیم کہ ہر حبش لصد گوہر نمی ارزد

شکوہ تاج سلطانی کہیم جان مرد و بیست  
بس آسان می نمود اول غم دریا بہ بونے

خیام اس جگر بند پیش زراغ نہادوں کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اور اپنے کسب مہز یا محنت مزدوری کے ذریعہ سے کمائے ہوئے مہوڑے پر ہی قناعت کرنے کا



## سبق دیتا ہے۔ رباعی

یک نان بدور و زگر شود حاصل مرد	وز کوزه شکستہ نموی آب سرد
مانور کس و گر چہ را باید بود	تا خدمت چون خودے چرا باید کرد

دیگر

درد و دھڑکدہ نیم نانے دارد	وز بہرِ نشت آشیانے دارد
نے خادم کس بود نہ خدمت کسے	گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

## صحبتِ لسان

خیام کی نہایت قیمتی۔ اور انسان کے دل پر اثر کرنے والی ہشتر مضامین سے ایک یہ بھی ہے کہ نیکون اور عقلمند دن کی صحبت کو تلاش کرو اور نا اہلون سے کنارہ کشی کرو۔ اور اس مضمون کو ان دو رباعیوں میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

بامروم پاک اصل و عاقل مہینہ (۱)	وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز
گر زہر دہد تر آخر دمند بنوش	وز نوش سدر و ست نا اہل بریز
جانم بقدے آنکہ او اہل بود (۲)	سرد قدش اگر نہم سہل بود
خواہی کہ بدانی پقیسین و فزخ را	دو زخ بجهان صحبت نا اہل بود

خیام کی رباعیات میں زندانہ او قفل درانہ کلام سب سے زیادہ ہے۔ اور چونکہ شاعری اور زندگی میں ایک قسم کی خوشی اور گناہت ہوا کرتی ہے۔ پس کوئی شاعر خواہ وہ کس حیثیت اور درجہ کا ہو اس سے شاد و نادر ہی خالی رہا ہو گا۔ ہمیشہ فلک ناہنجار کی سر و مہری، اور دون ہمتی، سفہ پروری، کی شکایات۔ تخاصیوں، مغنیوں سے

چہ طیر چار لگی ہی رہی ہے۔ اول قبول مافطہ پیوستہ شد این سلسلہ تا روز قیامت  
لگی ہی رہے گی۔ اس قسم کی چند ایک رباعیات بطور نمونہ لکھی جاتی ہیں جو اہل مذاق کی  
دل چسپی سے خالی نہ ہونگی۔ زندانہ

در مسجد اگر چہ بانسیز آمدہ ایم	خفا کہ نہ از بہر نسیز آمدہ ایم
زینجا روزے سجادہ دوزیدیم	آن کہند شریست باز آمدہ ایم

بادہ نوشی کے بارے میں ہدایات

اگر تادہ خوری تو باخروندان خور	یا با صنف سادہ رخ خندان خور
بسیار مخور۔ در دکن فاش مس	اندک خور۔ کہ کہ خور و پنہان خور

فلک کا سفلیہ پن

با فلک از بنگ نمار و عجبست	گر بہر بنگ نمار و عجبست
قاضی کہ خرید بادہ وقف فروخت	در درسد گر بنگ نمار و عجبست

مفتی شہر سے دل لگی

اے مفتی شہراز تو پرکار تریم	با این ہمہستی ار تو ہشیار تریم
تو خون کسان خوری ما خون زبان	انصاف بدہ کدام خو خوار تریم

دنیا کی بے ثباتی

خیام دنیا کی بے ثباتی اور ان سراپے چند کو جو انسان کو اپنی زندگی میں سنبر باغ دکھلائی  
دیتے ہیں اور کل شے ہالاک الا وجہہ اور ما الحیۃ الدنیا الا متاع العوٰد

لے خدا کے سوا باقی ہر ایک چیز ہلاک ہو جاتی ہے اور نہیں ہے دنیا کے زندگی گمروہ کو کا اسباب ۱۲

کے مضمون کو ان مثالوں سے سمجھاتا ہے۔ رباعیات

عمر تو چہ دود و چہ سید چہ نزار	۱	زین کہنہ سرا بردن ز مدت ناچا
گر باد شہی و گر گدائے بازار		این ہر دو بیک فرخ بود آخر کار

چون حاصل آدمی درین جا دود	۲	جز در دود و دادن جان نیست دگر
خورم دل آنکہ شد بطنی آزاد		و آسودہ کسے کہ خود نہ ز ادا زاد

مرغے دیدم شستہ بر بارہ طوس	۳	در پیش نہادہ کلہ کے کا دوس
با کلہ ہی گفت کہ افسوس افسوس		کو ہانگ جبرہا و کجا مالہ کو کوس

آن قصہ کہ جریخ ہی زد پہاؤ	۴	بر در گہ اوشہان نہادندے دود
دیدیم کہ بر نگرہ اش فاختہ		بنشستہ ہی گفت کہ کو کو کو کو

عمر و راز و ترکیب

قرآن مجید میں ایسی بیشمار آیات ہیں جن میں غرور اور تکبر کی مذمت ہے۔ یہی دونوں ایسی خراب چیزیں ہیں کہ سینکڑوں برس کی نیکیوں کو ایک ہی دفعہ خاک میں ملا دیتی ہیں سورہ لقمان کے اخیر میں ایک آیت ہے اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ اللّٰهُ الْغُرُورُ۔ ایک جگہ ہے۔ فَمَا يَكْبُرُ اَنَّ اَنْ تَتَكَبَّرَ

۱۰ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ یہ دنیا کی زندگی تمہیں دہو کہہ میں ڈٹا لے اور کوئی دہو کہہ دینا والا تمہیں اللہ کی راہ میں دہو کہہ نہ دے۔ ۱۱۔ یہ کیا ہے تیرے لئے کہ تو تکبر کرے۔

اور کذا لکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ مُّشْکِلٌ حِجَابٌ - عمر خیام کا ان آیات پر ایمان ہے  
اور ان آیات کے موافق یوں اپنی رباعیات میں اشارہ کرتا ہے - رباعیات

بس خونِ کسان کی چرخِ بیباک برنجیت برجن و جوانی اے پسِ سرِ مرہ شو	۱	بس گل کہ برآمد از گل و پاک برنجیت بس غنچہ ناشگفتہ بر خاک برنجیت
	۲	
بامردم نیک بد نئے بائد بود مفتون معاشش خود نئے بائد بود		در باد پد و پود دود نئے بائد بود مغفور فیض خود نئی بائد بود

جو لوگ ظاہری تنگ و شان طس طراق اور بڑی بڑی عمارات پر اتراتے ہیں - قرآن مجید  
اُن کو اس طرح پر ہدایت کرتا ہے کہ پہلے لوگوں نے تم سے زیادہ ساز و سامان ہم پہنچا  
اور بڑی بڑی عمارات بنائیں مگر وہ سب کی سب یہیں پڑی رہیں - پھر اترانے کی کوئی وجہ  
نہیں ہے قرآن مجید میں لکھا ہے

اَوَلَمْ یَسْبِرُوْا فِی الْاَرْضِ  
فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ  
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کَاثُرًا  
اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَرًا فِی الْاَرْضِ  
وَعَمْرُوْهَا الَّذِیْنَ مَعَهُمْ اَلَا یَاۤئِیْ  
کَمْ تَرٰکُم مِّنْ جُنُودِہِمْ  
کِیَا نَہِیْنِ سِیرِکِی انہوں نے بیچ زمین کے پس دیکھیں  
کہیں نہ ہو آخر کام اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے  
وہ قوت میں اُن سے زیادہ تر تھے - انہوں نے زمین  
کو بھاڑا - اور باور کیا اُس کو زیادہ اوس سے کہ انہوں  
نے اُس کو آباد کیا -  
بہت چھوٹے گئے باغ اور چشمے اور کھینیاں اور گھر

۱۔ اور اسی طرح پر اسد تعالیٰ مہر کر دیتا ہے ہر ایک جبر کرنے والے تکبر کرنے والے کے دل پر -

<p>وَعَبَّيْنِ وَزُرْعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَلَعَمْرِي كَأَنَّا فِيهَا قَاكِرِينَ كَذَلِكَ كَأَدْرَسَتْهَا قَوْمُ الْآخِرِينَ (نور غانیہ)</p>	<p>خاصے اور گذران بار فائیت کہ اس میں محفوظ تھے اسی طرح ہوا۔ اور طرث کر دیا اہم نے ان چیزوں کا ایک اور نوم کو۔</p>
<p>عمخام ان پاک آیات کی متابعت میں اس طرح پر لکھتا ہے۔ رباعیات</p>	
<p>گر اسب و براق ست و گر فیروزہ از قہر فلک ہیج کسے جان نہ</p>	<p>مغرور مشو بدولت وہ روزہ امروز سبوت شکست و فردا کوزہ</p>
<p>دیگر</p>	
<p>غُرہ چہ شوی بسکن و کاشانہ ہم خوابہ بادی و تو افروزی شمع</p>	<p>بر عمر کہ بہت حاصلش افانہ بر رگد زریل چہ سازی خانہ</p>
<p>لاح</p> <p>اس دنیا میں ایسی بُری بلا ہے کہ اچھے خاصے عقلمندوں کے ہاتھوں میں تنگی پان اور پائون میں بیڑیاں ڈلوں آدہ آسمان تک اڑتے ہوئے مرغ کو ہوا سے خاک میں گردانا۔ مچھلیوں اور حشرات الارض کو زری خوشکی سے نکال باہر لانا۔ اس کے بائیں ہاتھ کا کرب ہے۔ اسکی مذمت میں ہزاروں کتب بھری پڑی ہیں۔ خجام کہتا ہے رباعی</p>	
<p>کم کن طمع از جہان بیری خُزند خوش باش دے چنانکہ ازین روز فلک</p>	<p>اونیک بیزمانہ بگسل پیوند ہم بگسلد و نمائند این روز خند</p>
<p>وقت کی پابندی</p> <p>آج کل جُٹے جُٹے جاو تم نامہ نگار اور فاضل اور طیر وقت کی پابندی پر کچھ دیتے ہیں اور اسٹیکل</p>	

کہتے ہیں خیام نے بمصدق خیر الکلام مافل دل ان باعین میں اس مضمون کو ختم کر دیا ہے

۱	امروز ترا دسترسِ فردا نیست ضائع کن این دمِ اربابِ شیدا	۱	واندیشہٴ فردات مجروحِ سودا نیست کین باقی عمر را بہا پسندیت
۲	اے مردِ خردِ حدیثِ فردا ہوسٹ امروز چنین ہر کہ خردمند کس است	۲	دردِ ہرزون لافِ سخنہا ہوسٹ است دانند کہ ہمہ جہاں چنین یک نفس است
۳	ہنگامِ سفیدہ دمِ خرد کس حری یعنی کہ نمودند در آئینہٴ صبح	۳	دانی کہ چرا ہی کس دزدِ نوہِ گری از عمر شب گدشت و نوبے جری

### خیام کی شراب کے کونسی خراب مراد ہے

خیام یہ جو ایک ایسا بھاری الوام لگایا جاتا ہے۔ کہ کسی کے مٹھائے اٹھ نہیں سکتا بلکہ خود ہی وہ اقبال ہے۔ بادہ نوشی کی تائید ہے۔ مگر وہ اپنے متین حضرت محمد رسولِ صلعم کا پیروِ یقین کرنا ہی اور اپنے مرغوبِ نظم میں اس شراب کے لفظ سے طہر مراد کہتا ہے جو حضرت علی رضی کرم اللہ وجہہ عنہ کوثر سے پلائے گئے۔ رباعی

اے دل مے موثوق کن در باقی	۱	سالوسن ہاکن و مکن ز رزاقی
گر پیروِ احمدی خوری جامِ شراب	۲	نمان حوض کہ نہ نقاش باشد ساقی

غرض کہاں تک اس کو طول دیا جاوے ہزاروں گوہر شاہو اور لاہون لالی آبدارانِ باعیت میں بھرے پڑے ہیں۔ جو ایک سے ایک بہتر اور ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ اور وہ کہیں نہ نہیں ہیں صرف ایک صفحہ کے پٹنے کی دیر ہے۔ وَالْخَيْرُ عِنْدَ الْغَلِيلِ وَاللَّهُ سَرِيبُ الْعَالَمِينَ ۝ ملحقہ مسکین امام الدین۔ گوہر منٹ شتر نیم گوہر ت پنجاب

جسے خراب

# بسم الله الرحمن الرحيم

## رباعیت سائیم

مرئی حرف الف

<p>غیر از تو کی رسد بفریاد مرا؟ سوئے که ز تو کم کی کند شاد مرا؟</p>	۱	<p>ساقی! بکرم تو می گفتم یاد مرا گرد غم دل تو دوستگیرم نشوی</p>
<p>پیر کن که دلم حضور بخشد هم را آن کس که منم طهر بخشد هم را</p>	۲	<p>ساقی قدری که نور بخشد هم را خوش باش که هم به بخشد آرایش را</p>
<p>ویدار تو خورشید صبح هست مرا خوشتر دهنر عمر فوج است مرا</p>	۳	<p>ساقی من لعل قوت روح هست مرا بر خیز که در پائے نومردن نفس</p>

	۴	
ایام بکا بے نرساند مارا ایزدند ہر حلال ابلہ بے نگر		وز دوست پہلے نرساند مارا کو ہم بجا بے نرساند مارا
	۵	
عشاق بدر گہت اسپر ندیا ہر چہ رو جفا کہ کردہ معذوری		بدخوی تو بر تو نگبہ ندیا زان پیش کہ عذرت پذیر ندیا
	۶	
آہد سحرے نواز میخانہ ما بر خیز کہ پر کنیم پمانہ		کاے رند خرابانی دیوانہ ما زان پیش کہ پر کنیم پمانہ
	۷	
گرے نخوری طعنہ مزین تان را نوفز بدین کنی کہ من سے نخورم		اگر دست دہد تو بہ کنم بزدان را صد کار کنی کہ سے غلام ست آن را
	۸	
مردان نبود کہ خلق خوار شد اورا رندے کہ نمود و دے دستے بجوم		وز بیم بدی نیک شمارند اورا رندان ہمہ پشت دست وازند اورا
	۹	
چون آب و گل آفرید صانع مارا پیوستہ ندمے مرا سہمے من کنی		اگر وہ بغیم زمانہ قانع مارا نمود دست تہی بست ملن را



	۱۰	
چون عہدہ نئے شود کسے فردا را مے نوش بخور ماہ - اے ماہ کدہ		حالے خوش کن تو این دل شیدا را بسیار بتانہد و نسیاہد بار را
	۱۱	
اے کردہ ز لطف و مہر تو صنع خدا یزم تو بہشت است و مرا جز مے نیست		در عہد ازل بہشت و دوزخ بر پا خوب است کہ در بہشت مے نیست مرا
	۱۲	
بت گفت بہ بت پرست کاے عابد بر با بجال خود تجلی کرد دست		دانی زچہ روئے گشتہ ساجد آن کس کہ زشت ناظر و شاہد ما
	۱۳	
بر دست یکے تیغ جوا بست مرا پیوستہ دل خصم کجا بست مرا		کزوے ہمہ سال نفع یا بست مرا وز کلمہء او جام شراب بست مرا
	۱۴	
دانی کہ چہ تدتے ستائے دلبر خود کس نفسرتی دینرسی ہرگز		با این جتنے نرفتہ از بد ما تا بے تو چہاے گذر دیر سیا
	۱۵	
مے قوت جسم قوت جان ست مرا دیگر طلب دنیا و عقبے انکس		مے کاشفِ اسرار نہان ست مرا یک جرعہ پیر از ہر دو جان ست مرا

	۱۶	
از آتش ما دود کجا بود این جا آن کس که مرا نام خست را بانی کرد		وز مایه ما سود کجا بود این جا در اصل خرابات کجا بود این جا
	۱۷	
بر خیز و بیا بیا بر آغوش دل ما یک کوزه می بیا زنا نوش کنم		حل کن بحال غشیتن تشنگی ما زان پیش که کوزه کنند از گل ما
	۱۸	
چون فوت شوم باده شوئید مرا خواهید بر روز حشر بایید مرا		تلقین ز شراب و جام گوئید مرا از خاک در میکده جوئید مرا
	۱۹	
از باد عتاب لعل - شد گوهر ما از بس که نمی خوریم می بر سر می		آمد به فغان ز دست ما ساغر ما مادر سر می شدیم و می در سر ما
	۲۰	
خرم نبود دل پر از غم را من تلخی عالم - بتو خوش می کردم		هجر تو حزین کرده دل خست مرا با تلخی محبت چکنم عالم را
	۲۱	
هر چند که زنگ دلبسته زیباست مرا معلوم نشد که در طرب خایه خلق		چون لال رخ و چو سرو بالاست مرا نقاش من از بهر چه آر است مرا

۲۲	عاقل بچہ امید-درین شوم سہلے ہر گاہ کہ خواہد کہ نشیند اداکے	بر دولت او دل نہند از بہر خدا گیرد اجلس دست کہ بالا پیاد
۲۳	اے خواجہ ایکے کام ہوا کن مارا راہست رویم لیک تو کج بینی	دم درکش و در کار خدا کن مارا رو چارہ دیدہ کن رہا کن مارا
۲۴	عاشق ہمہ روزہ ست و شیدا بادا در ہوشیاری غصہ ہر چیز خوریم	دیوانہ و شوریدہ و مسوا بادا چون ست شویم ہر چہ بادا بادا
۲۵	ساقی! قدحے کہ کار ساز خستدا مئے خورہ بہار و بار طاعت مغروش	در رحمت خود بندہ نیاز خستدا کز طاعت خلق بے نیاز خستدا
۲۶	ساقی! نظرے بیکیان بہر خدا ما ما ہی مردہ ایم تو آب حیات	بشکن مبت ما بواہوسان بہر خدا مارا بوصال خود رسان بہر خدا
۲۷	قرآن کہ بہین کلام خوانند اورا در خط پیالہ آیتے روشن بہست	کہ گاہ نہ بردوام خوانند اورا کامد رہنہ جا مدام خوانند اورا

	۲۸	
اے آنکہ گزیدہ جہانی تو مرا از جان صناعت عزیز تر چیز نیست		خوشر ز دل و دیدہ و جانی تو مرا صد بار عزیز تر ازانی تو مرا
	۲۹	
امشب بر ما مست که آور و تڑا نزدیک کسے کہ بے تو در آتش بود		وز پرده باین دست که آور و تڑا؟ چون باد ہی جست که آور و تڑا؟
	۳۰	
خواہی ز فراق در فغان داورا من بانو نگویم کہ چسان داورا		خواہی ز وصال شادمان داورا زانسان کہ دلت خواست چنان داورا
<b>ردیف حرف رب</b>		
اے دل ز زمانہ رسم احسان طلب درمان طلبی در دو نوافسون گردد	۱	وز گردش دوران سرو سامان طلب با در دباز و بیچ در مان طلب
	۲	
روزے کہ بدست بر نہم جام شراب صد معجزہ پیدا کنم اندر ہر باب		وز غایتِ حُرْمی شوم مست و خراب زین طبع چو آتش و سُنھناے چو آب
	۳	
چندال بخورم شراب کین بوی شراب تا بر سر خاک من رسد خمورے		آید ز تراب چون روم ز بر تراب از بے تراب من شود مست و خراب

	۴	
جان و دل جام و جامه در پیشِ شراب آزاد و خاک و باد و ز آتش و آب		ماوئے و معشوق درین گنجِ خراب فارغ ز امید رحمت و بیم عذاب
	۵	
جان و دل و دین و عقل هر یون شراب بنیادِ نهاد خانه مانند حجاب		مائیم و مئے و مطرب و این گنجِ خراب سر در سر مئے کرده و مئے در سر مئے
	۶	
باشد که بجوئے رفته باز آید آب بود از پس مرگ ما چه دریا چه سرب		باط می گفت ما بے درتِ تاب بط گفت که چون من و تو گشتیم کباب
	۷	
بزران باشد که دیگران را بر لب پای من و جبین و صالت شمشیر		بر پای تو بوسه دادن اشوبِ طرب دست من و دامن خیالت هر روز
	۸	
کین عمر گذشته در نیابی - دریاب تو نیز شب و روز همین نوش شراب		روزے که دو مهلت است میخور مئے ناب دانی که چنان مرو بخسرابی وارد
	۹	
جان کرده فدای لب خندان شراب هم بر لب ساغر آمده جان شراب		مائیم نهاده سر بفرمان شراب هم ساقی و ما - خلقِ صراحی در دست

	۱۰	
در کوئے نیاز هر دے رادریاب صد کعبه آب و گل بیک دل نرسد		در کوئے حضور مقبلے رادریاب کعبہ چہ روی پرو دے رادریاب
مرکب حرف (ت)		
امشب که حضور یار جان افروخت گو شمع بمیر و مه فسد شو که مرا	۱	بختم بخلاف دشمنان فیروزست آن شب که تو در کنار بائی رسوست
	۲	
چون کار نه بر مراد ما خواهد رفت بهیوسته نشسته ایم در حسرت آنک		اندیشه و جهد ما کجا خواهد رفت دیر آمده ایم و زود می باید رفت
	۳	
چون آتش سودا تو جزو دنداشت در جبین وصل تو بے کوشیدم		مسکین دل من امید بهیو دنداشت چون بخت نبود کوششم سو دنداشت
	۴	
اے دلبرم طلعت خورشید صفات در بلع زخمت بنفشه می بالبت		از لعل لبیت یافته یا قوت زکات آن نیز بر آید از لب آب حیات
	۵	
ساقی! نظر که دل خوش از دیدن ناگفته و لت ضمیر ما میداند		جان شاد از خوشه چینی خرم نیست جامم بزم عاشقان دل و شکر نیست

	۶	
گر دانمکہ مرا دُک کسان باید شست کہ رفت بدوزخ و کہ آمد بہشت؟		من بسے رمضان ہی خورم برکت گوئی تو کہ ہر کہ مئے خور و دوزخ است
	۷	
یک خطہ ز عمر خویش ضایع نگذاشت یا راحت خود گزید و ساغر بہشت		ہر کو در قے ز عقل در دل بنگاشت یا در طلبِ رضاے یزدان کوشید
	۸	
ایزد داند گل مرا از چہ سرشت نہ دین و نہ دنیا و نہ امید بہشت		نہ لایقِ مسجدیم و نہ خور و بہشت چون کافر و رویشم و چون تہمت
	۹	
داندیشہ من بجز مناجات تو نیست داند ذات تو جدا ذات تو نیست		کہنہ خردم در خور اثبات تو نیست من ذات ترا بواجبی کے دانم
	۱۰	
دانست ز فعلِ پاچہ بر خواہد نجات پس سو خلق قیامت از بہر چہ است		یزدان کہ گلے وجودِ مای است بے حکمش نیست ہر گناہے کہ است
	۱۱	
چون نیست بہر چہ بہت نقصان و شکست آن کار کہ ہر چہ نیست در عالم		چون نیست بہر چہ بہت جزا و بدست پندامکہ ہر چہ بہت در عالم نیست

۱۲	جائے دمنے و ساقے بربکشت مشو سخن بہشت و دوزخ ادکس	این جملہ مرا دہم ترا گشت بہشت کہ رفت بدوزخ و کہ آند بہشت؟
۱۳	چون نیست حقیقت یقین اندر دست مان تانہ نہم جام مئے از کف دست	در بے خبری مرو چہ ہشیار چست نخواں بامید شک ہمہ عمر شست
۱۴	گر گل نبود نصیب ما خار بست گر سبہ و سجادہ و شخصے نبود	در نور نمی رسد مرانا ریس است نا قوس کلیسا و زنا ریس است
۱۵	اجزائے پیالہ کہ در مئے پیوست چندین ہر دست پازنی از سر دست	بشکستن آن روانی وار دست از ہر کہ پیوست و بقر کہ شکست
۱۶	امروز ترا دسترس فردا نیست ضائع کن این دم ادلت شیدا نیست	واندیشہ فردات بجز سودا نیست کین باقی عمر را بہا پیدا نیست
۱۷	اے چرخ فلک خرابی از کینہ نیست اے خاک اگر سینه تو بشکافتند	بے دادگری عادت ویرینہ نیست بس گوہر قیمتی کہ در سینه نیست



	۱۸	
آن بیت که دلم ز بهر او زار شدست من در طلب علاج خود چون گوشتم		او جائے و گریغم گرفتار شدست چون آنکه طبیب ماست بیمار شدست
	۱۹	
هر دل که در و مهر و محبت بشرفت در دفتر عشق نام هر کس که نوشت		گر ساکن مسجد است و راهل کشت آزاد ز دوزخ است و فارغ کشت
	۲۰	
دورے کہ درو آمدن و رفتن است کس می نزنند و می درین معنی است		آن را نه بدایت نه نہایت سپید است کین آمدن از کجا و رفتن بجا است
	۲۱	
ساقی چو زمانہ در شکست من تست گر ز آنکہ میان من و تو جام من است		دنیایا بسرا چہ نشست من و تست می دان یقین کہ حق بدست من است
	۲۲	
ما کافر عشق ایم و مسلمان دگر است از ما - مخ زرد و جگر پاره طلب		مایور ضعیف ایم و سلیمان دگر است باز از چہ نصب فروشان دگر است
	۲۳	
مے خوردن و شاد بودن آئین من است گفتم بعروس دہر کا بین تو چیست		فلان بودن ز کفر دین - دین من است گفتا دل خستہ تو کا بین من است

۳۲	بیت از همه ناکسان نهان باشد است بنگر که بجانِ مردمان می چسب کنی	راز از همه ابلهان نهان باشد است چشم از همه مردمان همان باشد است
۳۵	اسرار جهان چنانکه در دفتر است چون نیست درین مردم نادان	گفتن نتوان ز آنکه وبالِ سر است گفتن نتوان هر آنچه در خاطر است
۳۶	گویند که مے بماه شعبان روست شعبان و جب ماه خداوند و رسول	نه نیز رجب که آن مه خاص خداست ماه مے رمضان خوریم کاغذ خاصه است
۳۷	چون هشیارم ز من طرب پنهان است حالت میانِ مستی و هشیاری	چون مست شوم در خردم نقصان من بنده آنکه زندگانی این است
۳۸	زان باده که عمر را حیات می دگرست بر نه بکفم که کارِ عالم سمرست	پیر کن قدحی که چه ترا در دهر سمرست بشتاب کنون که عمر من در گذرست
۳۹	هر که غمے ملازم دل شودت حالِ دل دیگری ببا بد پرسید	باقصه کار خویش مشکل شودت تا خوش دلی تمام حاصل شودت

۳۰	در چشم مُعْتَمَن چه زیبا و چه زشت پوشیدن بیدلان چه اطلس چه پلاس	منزل که عاشقان چه دوزخ چه بهشت زیر سبز عاشقان چه بالین و چه تخت
۳۱	عمر بے بگل و باد و فرتیم گشت از منے چونند هیچ مُراد حاصل	یک کارِ من از دو جهان است گشت از هر چه گذشتیم گذشتیم گذشت
۳۲	بسیار بگشتیم بگرد و دشت از کس نه شنیدیم که آمد زین راه	اندر همه آفاق بگشتیم گشت راست که برقت راه و باز بگشت
۳۳	لعل تو منے نداب ساغر کانست آن جام بلورین که ز منے خندانست	چشم تو پیاله و شرابش جانست اشک است که خون دل ز رو پنهانست
۳۴	بر طریقه سپهر خاطر مژد و زنجست پس گفت مرا مَعْلَم از علم و درست	لوح و قلم و بهشت و دوزخ می هست لوح و قلم و بهشت و دوزخ با هست
۳۵	بسیار بگشتیم بگرد و دشت در ناخوشی زمانه بارے عزم	یک کارِ من از گشت همی نیک گشت گر بد بگذشت بارے ناخوش گذشت

	۳۶	
در پرده آستران کسے را راه نیست جز در دل خاک چمن منزل گه نیست		زین تعبیه جان هیچ کس آگاه نیست افسوس که این فسانہ ہم کوتاہ نیست
	۳۷	
هر سبزه کہ بر کنار جوئے رستہ است پای بر سبزه با بخاری نہ نہی		گو یا ز لب فرشته خوی رستہ است کان سبزه ز خاک لاله روی رستہ است
	۳۸	
مٹے و کف من نہ کہ دلم در تابست یزخیز کہ بیدار دئی دولت نخواہست		وین عمر گر زیر پا ہے چون سیاه است در یاب کہ آتش جوانی آب است
	۳۹	
در دہر بر نہال تحقیق ٹہست ہر کس نہ وہ دست عجز در شے ٹہست		زیرا کہ درین راہ کسے نیست دورست امروز چودی شناس فردا چوخت
	۴۰	
آن بہ کہ درین زمانہ کم گیری دوست آنکس کہ تراز بہ جلگی تکبیر بہت		با اہل زمانہ صحبت از دوزخ کوست چون چشم خورد باز کہی شہمنست او
	۴۱	
اے آمدہ از عالم روحانی تفت مٹے خور کہ ندانی از کج آمدہ		حیران شدہ و چہار پنج دشت ہفت خوش باشن ندانی بجا خواہی تر

	۴۲	
هر چند که از گناه بد بختم در شست اما سحر که می برم از مخموری		نومید نیم - چوبت پرستان ز کشت منه خواهم و عشوق - چه دروغ چیست
	۴۳	
منه گرچه پشیر غرشت نام هست خوش است تلخ نیست و حرام است و خوشم می آید		چون در کف شاد غلام خوش است دیر است که تا هر چه حرام است خوش است
	۴۴	
چندین غم مال حسرت دنیا پیست این یک نفس که در منت عای پیست		هرگز ویدی کس که جاوید ز پیست با عاریتی - عاریتی با د ز پیست
	۴۵	
روز که شود اذی السما و لثقت من و امن تو بگیرم اندر عرصات		و آن دم که بود اذی السما و لثقت گویم صفا با ت زنب قتلست
	۴۶	
گر کار تو نیک است بندیر تو نیست تسلیم و رضا پیش کن و شاد و بزی		در سر برو و نیز بقصیر تو نیست چون نیک و بد جهان بندیر تو نیست
	۴۷	
چون مردن تو مردن یکبارگی است خون و نجاست و مشتے رگ و پوست		یک بار بمیر این چه بچه چارگی است در کار نبود این چه غم غوارگی است

۴۸		اے مردِ خردِ حدیثِ فردا ہوسٹ امروزِ چنین - ہر کہ خردمند کست
۴۹		خیام کہ خیمہ ہائے حکمت می خوت مقراض اجل طنابِ عمر مشحون برید
۵۰		در روئے زمین اگر مرا یک خشت است گوئید ترا وجہِ منے فردا نیست
۵۱		یک ہفتہ شراب خورده باشی پیوست در مذہبِ ماثنبہ و آدینہ یکست
۵۲		خارے کہ بزیر پائے ہر میوے است ہر خشت کہ بر کنگرہ ایوانے است
۵۳		دلِ سر حیات را کما ہی دانست امروز کہ با خودی ندانستی سیج
		در موت ہم اسرار الہی دانست فردا کہ ز خود روی چه خواهی دانست

۵۴	گر از پے شہوت و ہوا خواہی رفت بنگر چہ کسی و از کجا آید	از من خبر کے کہ مینوا خواہی رفت می دان کہ چہ میکنی - کجا خواہی رفت
۵۵	نیکی و بدی کہ در مہا و بشر است با چرخ مکن حوالہ کا نہ رہ عقل	شادی و غمی کہ در قصنا و قدر است چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است
۵۶	این کو زہ چمن عاشق زار کے بودا این دستہ کہ در گردنِ اومی بینی	در بندہ سر زلف نگاہ کے بودا دستہ ست کہ در گردنِ یار کے بودا
۵۷	خیام ز بہر گنہ این ماتم چسیت آن را کہ گنہ کند و غفلت ان بڑ	در خوردنِ غم فائدہ بیش و کم نیست غفرانِ ذرے گنہ آید پس غم چیست
۵۸	ہمش دار کہ روزگار شور انگیز است در کام تو گر زمانہ نوزین نہد	ایمن نشین کہ تیغ دوران تیز است ز بہار فردوس بہ کہ زہر آمیز است
۵۹	چون آب بچو نیار و چون باد بشت تا من باشم غم دو روزہ نخورم	روز و گرا از عمر من و تو بگذشت روز کے کہ نیامدست روز یکہ گذشت

۶۰	طاس فلک از پیشِ دل آراءِ تہی است ایمن نفسِ درِ مرگ می توان گسست	آسودہ درین جہان نمی دامن گسست پس فائدہ در جہان بے فایدہ گسست
۶۱	تا باز شناختم من این پائے زو ست افسوس کہ در حساب خواہند بہاد	این چرخ فرومایہ مرادست بہست غم کہ مر لبے مئے و معشوقہ گشت
۶۲	از ہرزہ بہرورے نمی بایز باخت از طاسک چرخ و لعبتین تقدیر	بانیک و بہرے زمانہ می باید بہست ہر نقش کہ پیدا شود آن باید بہست
۶۳	با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست با دوست چو بد کنی شود دشمن تو	بد کے کند آنکہ نیکی اش عادت بہست با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست
۶۴	من هیچ ندانم کہ مرا آنکہ بہشت جائے و بہشتی و بر بطلے بر کشت	از اہل بہشت کرد یاد و فریخت این ہر سہ مرا نقد و ترانسیہ بہشت
۶۵	در وہ پسر آن سئے کہ جہان آہست بشتاب کہ آتش جوانی آبست	زان سئے کہ گلِ لفظ را بہت است در یاب کہ بیداری دولت خواہست



	۶۶	
با مادرم قلب نمی گرد و جفت پیرن ز خرابات بدون آید گفت		جاروب طرب خانه ناپاک بُرفت من خور که بعمرات می باند خفت
	۶۷	
خیام تنم پیخمیه می ماند رست فراش اجل ز بهر دیگر مندل		سلطان روح است و منزلش دارِ قنات از پانگند خمیه که سلطان برخاست
	۶۸	
با مالک ارجنگ ندار و عجبست قاضی که خرید باد و وقف و فروخت		اگر بر سر مانگ بنا و عجبست در دُرسه گر بنگ ندار و عجبست
	۶۹	
هر جان شریف که شناسای نهی است چیز که بامی رسد او حکم شه است		داند که هر آنچه آید از جان کوی است کوئین ز هر چه می رود بکعبی است
	۷۰	
دارنده چون ز کیب طلب آید است گر نیک آمد شکستن از بهر چه بود		از بهر چه او فکندش اندر کم و کاست ورنیک نیامد این صحرای عیب چر است
	۷۱	
چون ابر به نور و زرخ لاله بُشت این بنبر که امروز تماشا که تست		بر خیز و بجام د باد کن عزم دشت فردا همه از خاک تو برخوابد دشت

۶۲	فصل گل و طرف جو باو لکشت پیش آرقح کہ بادہ نوشانِ صبح	بایک دوسہ تازہ لعبتے حشرت آسودہ مسجد اندر غایغ ز کشت
۶۳	مئے خور کہ مدام راحتِ روح تو بہت طوفانِ غم ار در انداز پیش و پشت	آسایشِ جان و دلِ مجروح تو آوت در بادہ گرہ ز کشتی نوح تو آوت
۶۴	مئے خور دنِ من نہ اذہ برائے طرب است خواہم کہ بہ بے خودی برارم نفسے	نہ بہر فساد و ترکِ دینِ آوت مئے خور دنِ مست بودم زین سبب است
۶۵	دنیاد مقام گشت و نہ جائے شست بر آتشِ غم ز بادہ آبے می زن	فرزاند و در و خراب اولی بدست زان پیش کہ در خاک دی با دست
۶۶	چون آمد نمِ من نہ بد رود بخت برخیز میان بہ بندائے ساقی چست	دینِ رفیق بے مراد عنے بہت در کاندہ وہ جہان بے فرو خواہم شست
۶۷	گوئند مرا - چو سحر با حور خوش بہت این نقد گیر و دست از نسبہ بار	من می گویم کہ آب انگور خوش بہت کاوازِ دُہل «برادر» از دور خوش است

۷۹		در فصل بہار - اگر بتِ حور سرشت گر چہ زیر کس این سخن باشد زشت
۸۰		پُر مئے قدح و ہدم از لب کشت از سگ بترم اگر کنم یاد بہشت
۸۱		مئے نوش کہ عمر جاودانی اینست ہنگام گل و مل ست و یاران سرت
۸۲		اے دل چو نصیب تو ہمہ خوش شد اے جان تو درین تنم چہ کار آمدہ
۸۳		احوال تو ہر لحظہ و گز گون شد نیست چون عاقبت کار تو بیرون شد نیست
۸۴		اے مئے لب لعل یاری داشت زبان شد ز مئے لالہ قحج بزور دار
۸۵		زان رو کہ شکر فدا ری این کار بست کاورد بخون دل لب یار بدست
۸۶		عشق ارچہ بلاست آن بلا حکم خدا چون نیک و بد خلق بہ تقدیر خدا
۸۷		بر حکم خدا ملامت از خلق چہ است پس روز - پس حساب بر بندہ چہ است
۸۸		آباد خرابات ز مئے خور و ناست مگر من نکم گناہ - رحمت چہ کند ؟
		خون دو ہزار توبہ در گردن است آرایش رحمت - از گناہ گردن است

۸۵	در ہر دشتی کہ لالہ زار کے بود ہر برگ بنفشہ کز زمین می روئد	آن لالہ زخون شہر یار کے بودست خالے ست کہ برنج بخار کے بود
۸۶	باناگذازند دے یارانت خورشید تو بر وزن ما چون آفتد	غمخوار شد دم زو ست غمخوار انت کز زوہ فروست هوا دار انت
۸۷	چون دی و پری ما بہ بیکار گذشت امروز با نچہ می رسد خوش می باش	شادی و غم و محنت و بیمار گذشت کیں سہ چنانچہ آما ز کار گذشت
۸۸	از گردش چرخ ہیچ معلوم نیست ہر چند بکار خویش درمی نگرم	جز بربخ زمانہ ہیچ مرسوم نیست عمر کے بگذشت و ہیچ مفہوم نیست
۸۹	پیش از من و تو۔ لیل و نہار کے بود ز نہار قدم بجاک آہستہ نہی	گردندہ فلک برائے کار کے بود کان مرد یک چشم نگار کے بود
۹۰	در بزم خرو۔ عقل و لیل سرہ گفت گزنایا بلے گفت کہ مے ناسرہ ست	از روم و عرب میمنہ و میسرہ گفت من کے شنوم چونکہ خدایش سرہ گفت

۹۱	ساتی قدحے کہ ہست عالمِ ظلمات از جان و جهان و ہر چہ در عالم ہست	جزر و رُوئے تو نیست در جهان آبِ حیا مقصود توئی و بر محمد صلوات
۹۲	ساتی! مئے معرفت مرا کہ نیست بے معرفت آدمی۔ چہ کار آید؟ ہیج	در مشرب بے معرفان مصیبت مقصود ز آدمی۔ ہمیں معرفت بہت
۹۳	ساتی! فلک از بحر عطائے تو کھلتے در کعبۂ جان۔ زبے شرف۔ کہ برسم	در کوئے تو صد کعبۂ جان در طرے بہت ور در رو کعبہ ہم ہمیرم شرف بہت
۹۴	ساتی! نظر کے کہ دل خوش از دیدنِ توست ناگفتہ دلت ضمیمہ رامی داند	جان شاد ز خوشہ چینی خرمی توست جامِ حجم عاشقان۔ دل و شنِ شست
۹۵	این گنبدِ لاجوردی و زرینِ طشت یک چند ز افتضاء و دورانِ قضا	بسیار گشت ست و در خواہ گشت مانیز چو دیگران رسیدیم و گشت
۹۶	این خاکِ رہ۔ از خواہ۔ بخارے بود ہر جا کہ قدم نہی یقین نمی سپدار	در وقتِ خود۔ او بر رگوارے بود کان دستِ کریم شہسوارے بود

	۹۷	
<p>در تختِ قبا و ملکِ طوس است از طاعتِ زاهدانِ سالوس است</p>		<p>یک جرعه سئو ز ملکِ کاوس است هر ناله که رند کے بسحر گاه زند</p>
	۹۸	
<p>ز نارِ مغان را بمیانِ بستمِ چست رخمِ بدر اقلند و خراباتِ بشت</p>		<p>ز ختمِ بخراباتِ بایمانِ دُشت شاگردِ خراباتِ زبِ نامی من</p>
	۹۹	
<p>ما قوسِ زون ترانه بندگی است حقا که همه نشانه بندگی است</p>		<p>بستِ خانه و کعبه خانه بندگی است محرابِ دکلید یا تسبیح و صلیب</p>
	۱۰۰	
<p>گر شادی از ویک نفسِ آن نیز بستی هرگز نشود چنان که دلخواه کستی</p>		<p>ساقی! قدحی که کارِ عالم نیست خوش باش ز هر چه پیشِ آید ز جهان</p>
	۱۰۱	
<p>چشمِ نرسد که چشمها در پرست صد خضر و صبحِ جرعه نوشِ من تست</p>		<p>ساقی! منم از عارضِ پر خوست سر چشمه فیضِ جز لبِ لعلِ تو نیست</p>
	۱۰۲	
<p>باز آد که طبیبِ دروستانِ ساقی است تا جانِ بودم امید واری باقی است</p>		<p>ساقی! دلِ ما سوخته از مشتاقی است جانِ دادنِ امید است هر از وقت</p>

۱۰۳	ساتی! بہرہشت این ہرہشتاقتی چست این جاست مئے ساتی و آنجاست بہین	جنت مئے و ساتی بود و باقی چست پس مرد و جہان بہ از مئے و ساتی چست
۱۰۴	ساتی! دل من کہ شادی از غم نشانت مئے وہ کہ دم صبح جان بخش دم است	جز جام مئے از نعیم عالم نشانت کس غیر میسج قدر این دم نشانت
۱۰۵	ساتی! قدحے کہ آنکہ این خاک شرت معمور بود بشاہد و بادہ جہان	خط بر سر را - مستی عشق تو نوشت موجود بود بکوشہ و حور بہشت
۱۰۶	از منزل کفر تا بدین یک نفس است این یک نفس عزیز را خوش می آ	وز عالم شک تا بیقین یک نفس است کہ حاصل عمر را - بہین یک نفس است
۱۰۷	آن لعل گر آن بہار - کانے و گرت اندیشہ این و آن خیال من گرت	وان دورِ یگانہ را نشانے و گرت افسانہ عشق را ز بانے و گرت
۱۰۸	امروز کہ موسم جوانی من است عبیث کنیدا گرچہ تلخ است خوش است	مئے نوشم ز آنکہ کامرانی من است تلخ است از آنکہ زندگانی من است

۱۰۹	اے دل چو زمانہ می کند غنا کت ز ہرست نغمہ جہان دے تریا کت	ناگہ برود ز تن روانِ پاکت تریا کت خوری ز ہر نہود باکت
۱۱۰	جز حق حکمے کہ حکم را شاید نیست ہر چیز کہ ہست آہنجان می باید	ہستی کہ ز حکم او بروں آید نیست آن چہ بزد کہ آہنجان نمی باید نیست
۱۱۱	چون لالہ بنو روز قح گیر بدست مئے نوش مخور غصہ کہ این چرخ کهن	بالالہ رخے اگر ز فرصت ہست ناگاہ تڑا چو خاک گرداں دست
۱۱۲	چون باد بوی شد آدم چاہکست از ضعف کنون چون نفس بیاران	زان پیش کہ بے چارہ تم بود دست می آیم و می روم دے ساکن دست
۱۱۳	بس خون کسان کہ چرخ بیباک بخت بر حسن و جوانی اے سپر غرہ مشو	بس گل کہ برآمد او گل و پاک بخت بس غنچہ ما غلغلتہ بر خاک بخت
۱۱۴	ساتی! قدحے کہ شمع دل در گرفت آہ او مئے لعلت کہ برین بادہ ناب	ساز آتش مئے زندگی از سر گرفت ہر کس کہ بے ہنوا لب بر گرفت



۱۱۵	ساقی! عیش ست و مد افروخته است دانی که اجل چو برقی خرم سست	منه ده که فلک نکته آموخته است تا در نگری خرم ما - سوخته است
۱۱۶	ساقی! چکنم که دل کبابم ز غمت هر چند کس خرابی ام شرح دهد	مدهوش تر از نست شرابم ز غمت باشد که بیش ازان خرابم ز غمت
۱۱۷	سیم ارچه نه مایه خردمندان است از دست آبی بنفشه سر بر زانوت	بے سیمان را باغ جهان - زندان است در کیسه زر و بان گل خندان است
۱۱۸	سرد قهر عالم معانی عشق است اے آنکه خبر نه داری از عالم عشق	سرمیت قصیده جوانی عشق است این نکته بدان که زندگانی عشق است
۱۱۹	طور لیت که صدر هزار موسی است قصر لیت که صدر هزار قصیر گدشت	دیر لیت که صدر هزار عیسی است طافیست که صدر هزار کسری است
۱۲۰	در میکده عشق اجل اسم من است من جان جهانم اندرین دیر میغان	رندی و پرستیدن من قسم من است این صورت کون جلگی جسم من است

	۱۲۱	
در دهر مرا شراب و شاہد ہوست است در دل نہ ز ہشیاری وستی خبرے		چشم و دلم منتظر پیش و پست مقصودین از ہر دو جہان یک لغت
	۱۲۲	
در دای عیب چون دویدن ہوست زینسان کہ من احوال جہان می بینم		در عیب کسان نظر بریدن ہوست دامن ز زمانہ در کشیدن ہوست
	۱۲۳	
گر بفلکے بجاک باز آرندت فی الجملہ تو بگزار حبدل تا بنوائی		وز بر سر ناوے بہ نیاز آرندت آزار مجو تا کہ بن از آرندت
	۱۲۴	
در نامے قرا بہ غفلتے چہ خوش است در ہر ثبت و لغیب و در سر کئے ناب		آواز سماع و نالہ نے چہ خوش است فارغ ز زمانہ ہے ہے چہ خوش است
	۱۲۵	
ساتی دل ما کہ دائرہ مہر تو کاشت دامن منشان ز ناز بر اہل نیاز		مہر تو نہفتہ تا ابد خواہد داشت کز دامن تو دست نخواہیم گذشت
	۱۲۶	
ساتی! ز ورت سفر نخواہیم گرفت گیرم کہ ز خاک بزرگمیری سدا		کہ ہم بگشتی حذر نخواہیم گرفت ا- سر ز رو تو بر نخواہیم گرفت

۱۲۷	ساقی بہ برم گرمیت یا قوت لبست گر ز نهر بود مطرب و عیسی ہمدم	در آب خضر بجائے آب عنبت چون دل نہ بجای بود بجائے طربست
۱۲۸	ساقی ز فکے کہ لعلت از اساقی ست مشتاقم۔ ازان بدینت گستاخم	دل نہ یکم تا دے زمین باقی ست گستاخی من ز غایت مشتاقی ست
۱۲۹	ساقی! مہ رخسار تو جان ہمہ ست خورشید صفت نہ مہر در آب خوش ست	دلدار من است دلستان ہمہ ست تنہا نہ ازان من کہ زان ہمہ ست
۱۳۰	در عشق تو از ملا متنگے نیست آن شربت عاشقی ہمہ مردان ست	بابے خیران درین سخن چنگے نیست نامردان را ازین قبح رنگے نیست
۱۳۱	گفتم کہ مگر درست باشد عہدت کہے دانستم کہ ہم چو بنیاد جہان	بر قاعدہ سخت باشد عہدت اے نورد و دہشت باشد عہدت
۱۳۲	گفتم کہ سر زلف تو بس سر خوردست گفتم روزے و قدامت بر نخوردم	گفتا کہ تو۔ تن بہ اگر سر خوردست گفتا کہ سر سر و کسے کہ سر خوردست

	۱۳۲	
مارا گویند دوزخی باشد دست گر عاشق مست دوزخی خواهد بود		تو لست خلاف - دل روز تو از دست فردا بینی بهشت بخون کف دست
فارس خوانند مرو مانم پیوست برین ز خلاف شرع اے اہل صلاح		من بگیند ام - خیال شان بین کج پیوست جزو خمر و لواطت و زنا چیز مست
دع عقل و زنت و رواق و ز بهشت <sup>۱</sup> کز پنج حساس چار کار کان <sup>۲</sup> مسوح		ہفت اخترم <sup>۳</sup> آتش جہت این نہ تو <sup>۴</sup> ایزد بد و کون چون تو یک کس زشت
	۱۳۵	
سیر و جہان از قدحِ مستان است ہن نکتہ کہ در قلبِ جہان پنهان		خوشید ازل - جامِ مہ تابان است در شیشہ <sup>۵</sup> اے اگر بدانی آن است
	۱۳۶	
بر روی تو زلف را اقامت ہویش دا برویتو محراب نشین شد چشمش		سرفتنہ <sup>۶</sup> روم را قیامت ہویش آن کا فرست را امامت ہویش
	۱۳۷	
ساقی! غم ما بجز آوازہ شد دست باسو سفید سر خوشم کز خط تو		سستی من بدون ناندازہ شد دست پیرانہ سرم بہار دل تازہ شد دست

۱۳۸		
در سر بود به ادستے و ساغر نیست در آب حیات و چشمہ کوثر نیست		ساتی! بحیات چون کسے رہ نیست مئے بہم ماست زانکہ چون گرمی و
۱۳۹		
شیران ہمہ رفتہ اند سریشہ ہیست امروز کہ دور با بود شیشہ تھیست		ساتی نظرے کہ دل اندیشہ ہیست ہر شب نہج کف زوے شیشہ جرخ
۱۴۰		
مردن بر بہت ز عمر جاوید بہ است ہر روزہ ز صد ہزار خوشید بہ است		ساتی! مرغِ تو ز جام جمشید بہ است خاکِ قدمت کہ روزِ من روشن است
۱۴۱		
دل را غم او تو ت و جان او نیست در کشتی نوح زندہ در تابوت است		ساتی! کہ لبش مفسح یا تو نیست ہر کس کہ نشد کشتہ بطوفانِ غمش
۱۴۲		
پر کن قدحے کہ جان شیرین من است معتوقہ بجام خوردن آئین من است		اے ساتی! ازان مئے کہ دل دین گر نیست شراب خوردن آئینِ شما
۱۴۳		
دل را خبر ادا اندک و بسیار نیست الارہ عشق را کہ سالارے نیست		در ہیچ سرے نیست کہ آئینے نیست نہر طایفہ زوہد را ہے در پیش

	۱۳۴	
چندین تم گلاب گره بارے چیت یک روز که خندید که سالے نگر سیت؟		گل گفت به از لقائے من مروست بلبل بزبان حال با او می گفت
	۱۳۵	
دین عمر عزیز نیز از سنی بگذشت صد کاسه پیالے که عروسی بگذشت		بدنامی من و عرش و کرسی بگذشت فی الجمله خوشی نیست اگر دست دهم
	۱۳۶	
کوزیر زمین - زمین - دل آسوده تر است دامان ترم - ز دیده - آلوده تر است		ساقی! دل من مرده فرسوده تر است هر چند بجن دیده دامن شومیم
	۱۳۷	
بحرست کجا ز خود خواهد رفت یک جرعه اگر دهی - بسر - خواهد رفت		ساقی! دل من دست گر خواهد رفت صوفی که چو ظرف تنگ - از خویشین پر
	۱۳۸	
صبرم ز رخت - خفت - آگاه که نیست داسد که نیست خم باشد که نیست		ساقی! مذر - از غم تو آم آه که نیست مقصود منی - و جز تو کس در دل من
	۱۳۹	
در یاب که هفت در - خاک شد است گل خاک شدست سبز خاک شد		ساقی! گل و سبز بس طرباک شدست کے نوش و گلے بچین که تا روز بگری

۱۵۰	ساقی! منے کہنہ یارِ دینِ من است گویند کہ بادہ خوارِ رادینے نیست	بے دخترِ زرد عیش نہ آئینِ من است من بادہ خورم کہ بادہ خود دینِ من است
۱۵۱	ساقی! کہ ہلاکم ز غمِ حیرانت رفتی دہزار دل ہلاکم از غمِ گشت	ہر جا کہ روی دستِ من و دامانت باز آء کہ صد ہزار جان قربانت
۱۵۲	در عالم بے وفا کہ منزل گیم است چون روئے تو ماہ نیست - رشون گفتم	بسیار بچستم بقیاسے کہ مراست چون قد تو نیست سرو میگویم مراست
۱۵۳	آن بادہ کہ قابلِ حیات ست بڑا تاظنِ نبری کہ ہست گرد و ہیسات	گا ہے حیوان می شود و گلے بہ نبت موصوف بذاتِ گشت گریہ صفات
۱۵۴	عمر نیست کہ تداحیِ من و درِ دین است زاہد! اگر استناد تو عقل ست اینجا	اسبابِ منے است ہر چہ در گردن است خوش باش کہ استناد تو شاگردن است
۱۵۵	در صومعہ و مدرسہ و دیر و کنشت آن کس کہ زائسِ ابر خدا با خبر ست	تیرندہ دوزخ است و جویا ہے بہشت زمین تخم و راہِ رولِ دل ہیچ بخت

	۱۵۶	
امروز کہ آدینہ مَر اُورا نام است ہر روز اگر یک قلع مئے می خوری		مئے نوش کن از قلع چہ جائے جام امروز دو خور کہ سیدالایام است
	۱۵۷	
ترکیب طبائع چو بکام تو دے است اہل خرد نشین کہ اصل من و تو		تو داد کن از ہر چہ کہ ہر دم شمع است گر دے دشوارے دلیسے دے نیست
	۱۵۸	
بامطرب مئے جو ہر شستہ گریہ است بہرین مطلب - دوزخ فرسودہ کتاب		یا آب روان لب کشتہ گریہ است حقا کہ جز این نیست بہشتہ گریہ است
	۱۵۹	
دنیا دیدی و ہر چہ دیدی ہیچ است مستزاسر آفاق و دیدی ہیچ است		و آن نیز کہ گفتی و شنیدی ہیچ است و آن نیز کہ در خانہ خزیدی ہیچ است
	۱۶۰	
ہیأت کہ این جسم مجسم ہیچ است دریاب کہ در کشاکش موت و حیات		داین دایرہ و سطح مجسم ہیچ است و ابستہ یک دم ایم و آن ہم ہیچ است
	۱۶۱	
در عالم خاک - خاک پاشیدم و رفت با چون و چرای تو مرا کارے نیست		صد دشمن و دوست بر ترا شیدم و رفت چندانکہ بد اشتی پاشیدم و رفت



۱۹۲	مئے خور کہ بزمِ یگرل بسے خواہیخت زہنہار بکس مگو تو این راز نہفت	بے مونس بے حریف و بے ہندم و ہر لالہ پتہ مُردہ سخا ہد بشکفت
۱۹۳	مئے می خورم و مخالفان از چپ و راست چون دانستم کہ مئے عدو دین است	گوئید بخور بادہ کہ دین را اعدا است واللہ بخورم خونِ عدو را کہ ردا است
۱۹۴	دورانِ جہان بے مئے و ساقی ہیچ است ہر چند در احوالِ جہان می نگرم	بے زمرئہ ناس عزا قی ہیچ است حاصل ہمہ عشرت است و بانق ہیچ است
۱۹۵	ابرآمد و زار بر سبزه گریست امروز کہ این سبزه تماشا گاہ است	بے بادۂ ارغوان نمی بالند ز سیت تا سبز خاک ما - تماشا گاہ کیست
۱۹۶	در باب کہ از روح جدا خواہی رفت مئے خور کہ نداتی از کُتب آمدہ	در پردہ اسرار خدا خواہی رفت خوش زی ہندانی کہ کجا خواہی رفت
۱۹۷	بر چہرہ گل شبنم نور و ز خوش است از دی کہ گذشت ہر چہ گوئی خوش است	در صحنِ چمن - رُوئے دل افروز خوش است خوش باش - دی لگو کہ امروز خوش است

	۱۶۸	
پوسته قلم ز نیک و بد آسوست غم خوردن و کوشیدن مایه پوست		زین پیش لسانِ بودنی باسوست اندر تقدیر آنچه بایست بداد
	۱۶۹	
ورنه ز فنا شلیخ بقا خواهد بست مرگ آمد و از وجود من نیست		ترس اجل و بیم فنا هستی نیست من از دم عیسوی شدم زنده بجان
	۱۷۰	
دائماً سخن دراز نتوانم گفت راز دارم که باز نتوانم گفت		باهر بدو نیک راز نتوانم گفت حال دارم که شج نتوانم داد
	۱۷۱	
وز چنگ شنو که سخن داود است حال خوش باش که مقصود است		با باو نشین که ملک محمود است اد آمده و رفت و گریه مکین
	۱۷۲	
بی چون اثر ز چشم پالوده است فردوس دے ز وقت آسوده است		گردون نگرے ز عمر فرسوده است دو نغ شرے ز رنج بهیوده است
	۱۷۳	
که خواب کے راجل شادی لگفت بر خیز کہ زیر خاک می باید خفت		در خواب بدم مراد مندے گفت کارے چه کنی کہ با اجل باشد جفت

۱۴۳	چون چرخ بکام یک خرومند گشت چون باید مرد آرزو نامہ هیچ	خواهی تو فلک هفت شمر خواهی چه مورخوز و بگور چه گرگ بشت
۱۴۵	بطرب شادی مطلب که حاصل عمر است احوال جهان واصل این عمر که هست	هر ذره ز خاک کی قبادے و بخت خوابے و خیالے و فریبے و دمت
۱۴۶	این کہنہ رباط را کہ عالم نام است بزمے است کہ دامادہ صد حبشیت	آرام کہ ابلق صبح و شام است تقصیر است کہ تکیہ گاہ صد بہرام است
۱۴۷	بلبل چو بلبل ناله بردست گرفت زاں پیشین کہ مردماں مرا از سر جمل	مے باید همچو لاله بردست گرفت گویند فلماں پیالہ بردست گرفت
۱۴۸	یارب تو گرمی و گرمی گرم است باطاعتم از بختی - آن نسبت گرم	عاصی ز چه رُو - برون ز باغ ارم است با عصمت اگر به بخشی - گرم است
۱۴۹	اکنن کہ گل سادت پُر بار است مے خور کہ زمانہ دشمن غذا رست	دست تو ز جام مے چرا بیکار است در یافتن روزِ چنین - دشوار است

	۱۸۰	
مہتاب بنور۔ دامنِ شب بے لگافت خوش باش و بیدارش کہ مہتاب سے		مے خور کہ دے خوشتر از ان نتوان یافت اندر سب خاک یک یک خواهد یافت
	۱۸۱	
پیش از من تو مرد و بے زن سبوت زود آد کہ تن تو خاک گردد زیرا		کافاق ز جلد شان مژتین بودست خاک تو در گزیرا رہن بودست
	۱۸۲	
از باد صبا۔ دلم چو بُوئے تو گرفت اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد		مارا بگذاشت جُستجوئے تو گرفت بُوئے تو گرفته بود خوئے تو گرفت
	۱۸۳	
آن قصر کہ بہرام در و جام گرفت بہرام کہ گور نمی گزشت ہمہ عمر		آہو بچہ کرد و شیر آرام گرفت بنگر کہ چگونہ گور بہرام گرفت
	۱۸۴	
با حکم خدا بجز رضا در نگر گرفت ہر حیلہ کہ در تصور عقل آید		با خلق بجز روئے زما در نگر گرفت کردیم و لیک با قضا در نگر گرفت
	۱۸۵	
کم گو کہ فضل حق باسانی نیست چندین پسر شکر لب و شیرین گور		وز تو بہ بگوئے کا نچہ می دانی نیست چون تو بہ توان کرد مسلمان نیست

	۱۸۶	
صحرای خ خود زابر نور و زبشت با سبز خطے بسبز زارے سے خور		دین و شکر ستہ دل تنگشت و شرت بر یاد کئے کہ سبزہ از خاکش شرت
	۱۸۷	
ہر چند کہ از گناہ مخمورم و زشت آتا سحرے کہ میرم از محسوری		نومید نیم چو بت پرستان ز کشت نئے خواہم و معشوق چہ دوزخ بہشت
	۱۸۸	
ہر کور تھے ز عقل و دل بکاشت یا در طلب رضائے نیردان کوشید		یک روز ز عمر خویش ضائع گذشت یا راحت جان گزید و ساغر برداشت
	۱۸۹	
اے وائے بران دل کہ در و ستور سے روزے کہ تو بے بادہ بسر خواہی برو		سو و از وہ بہر دل افروز نے نیست ضائع ترازان روز تر از روزے نیست
	۱۹۰	
من بندہ عاصم رضا کے تو کجاست مارا تو بہشت اگر لطافت بخشی		تو ایک و لم تو صفا کے تو کجاست این مزو بود لطف و عطائے تو کجاست
	۱۹۱	
تکے ز چراغ مسجد و دود کشت رو بر سر لوح بین کہ استا تھنا		تاکے زریان دوزخ و سود بہشت اندر ازل آنچہ بودنی بود و نشت

	۱۹۲	
ہر دل کہ دور و مایہ تجرید کم است جزو خاطر فارغ کہ نشاط طے وارو		بیچارہ ہمہ عمر ندیم ندیم است باقی ہمہ ہر چہ بہت اسباب غم است
	۱۹۳	
در مجلس دہر ساز مستی بہت است رندان ہمہ ترکئے پرستی کردند		نہ چنگ نہ نائے دئے دلم درد است جزو محتسب شہر کہ دایم است است
	۱۹۴	
از مار مقے بسعی ساقی ماند است از بادہ دوشش بیک منہ پیش نما		در صحبت عمر - بے وفائی ماند است از عمر ندانم کہ چہ باقی ماند است
	۱۹۵	
نفس بگ خانہ ہی ماند است رو بہ صفت بہت - خواب خرگوش نہ		جز بانگ میان تہی از و ہج سخت آشوب پلنگ وار و گرگ و غاست
	۱۹۶	
پر خون ز فراقت جگرے نیست کہ نیست با کھنداری سر سودا کسے		شیدائے تو صاحب نظرے نیست کہ نیست سودا کو در ہج سرے نیست کہ نیست
	۱۹۷	
از آتش این طائف جزو دے نیست دستے کہ ز دست چرخ بر سر دارم		در ہج کسم امید بہبودے نیست در دامن ہر کہ می ز غم شودے نیست

	۱۹۸	
بیگانه اگر وفا کند خویش من است		دور خویش جفا کند بداندیش من است
گر زهر موافقت کند تریاک است		دور نوش مخالفت کند ندیش من است
ردیف حرف ج تازی		
	۱	
تا بتوانی غم جهان هیچ سنج		بر دل منه از آمده وز نامده رنج
خوش می خورد - می بخش درین دار پیچ		با خود نبری گر چه بسه داری گنج
ردیف حرف ج فارسی		
	۱	
دانی ز جهان چه طرف برستم؟ هیچ		در حال عمر چیست درو ستم؟ هیچ
شمع طربم دله چو شستم - هیچ		من جامم حجم - و له چو شکستم هیچ
	۲	
ساقی قدح که کار دنیا هم هیچ		این گفت دشمن و دو جنگ غایب هیچ
طوفان فنا چو بشکند کشتی عمر		عالم همه هیچ - و حاصل با هم هیچ
از عقل عنان آید و در ساغر هیچ	۳	از خلد و سفر بگذر و دور کوثر هیچ
دستار و طرب بیا ده بفروش و میرس		کم کن قصبه بر طرب بر سر هیچ

## رویف حاکم صحتی

خوش وقت کسی کی کنڈیا و صبح مستی و عاشقی و فریاد و صبح	۱	گو مطرب مئے تابدیم وادِ صبح مارا بچہاں تہ چیز می باید خوش
	۲	
زُورے تو فکند بر بتانِ چینِ طرح اسپ و سنج و فیل و بنیقِ فرزینِ طرح		اے عارضِ تو نہادہ بر تیرینِ طرح وے غمزہ تو دادِ شہِ مائل را

## رویف حاکم مجملہ

پیمانہ چو پُر شود چہ بغد او چہ بلخ از سلخ بغرہ آید و از غرہ سرہ سلخ	۱	چون می گذر دگر چہ شیرین و چہ تلخ مئے نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسے
--	---	---

## رویف حرفت الہلہ

بر بود و دلم زدست و در پائے فکند خواہی کہ کس دل نہ ہی ویدہ بہ بند	۱	در چشم من آمد آن سہی سر و بلند این دیدہ شوخ می برودن کمند
	۲	
در مجلسِ ما شمعِ طرب سوخت اند بر قافستِ روزگارِ ما خوست اند		مارا بشراب و شاہدِ آموخت اند ہر کسوتِ خرمی کہ در عالم است
	۳	
خاکے کہ گلِ من تو انگشت اند تا می نگری نہ ہم سر و ریختہ اند		صد بار بغربالِ فلک بختہ اند پیوندِ بقا بادہ کن کین ترکیب



	۴	
منزلِ بستانِ خاک و خونِ خواهی کرد خوش باش درین روزِ چو آگاه نه		دینِ خیمه عاریتِ نگوین خواهی کرد تا باریک سبزه از کجا برودن خواهی کرد
	۵	
تا چند اسیرِ رنگ و بو خواهی شد گر چشمه زمزمی و گر آبِ حیات		چند از پیّه هر زشت و نکو خواهی شد آخر بدلِ خاکِ فرد خواهی شد
	۶	
دریاب که از رُوح جدا خواهی شد خوش باش ندانی ز کجا آمده		در پرده اسرار فنا خواهی شد مے نوش چه دانی بکجا خواهی شد
	۷	
چون مُرده شوم خاکِ مرا کم سازید چون در گذرم بمانم بشوئید مرا		و احوالِ رهی عبرتِ مردم سازید در کالبدِ غمِ شستِ سرِ غم سازید
	۸	
اسرارِ وجودِ خامِ نا پخته بماند هر کس بطریقِ عقلِ چپ می گفتند		وان گوهرِ لبِ لطیفِ ناسفته بماند آن نکته که اصل بود ناگفته بماند
	۹	
آن کوزه که پُر کرده و پُر داختند ز نهار که پائے بر سفاکش نمی		بشکنند و بر رگِ گداز انداختند کان کوزه ز کاسه سرِ ساخته اند

	۱۰	
تا چند ز غصہ با دلت خون گردد روزے دو بکام دل بران کر نیں		جامے در کش کہ عمرت افزون گردد پیدا نبود کہ حالها چون گردد
	۱۱	
ساقی چو ستم غم نہ باندازہ کند ہر دم ز نعمت گوشہ چشمے بنگن		فریاد مرا بلند آوازہ کند کان ز گیس مست جان من تازہ کند
	۱۲	
ساقی قدحے کہ جان فرائے تو بود آجاکہ توئی ہزار خورشید فلک		خوش وقت کسے کہ خاکپائے تو بود سگرش نہ چو ذرہ در ہوائے تو بود
	۱۳	
ساقی چہ صلاح از مجنون آید پر کن قدحے - تہی دست دل ایم		حال از تو مگر باز بقانون آید از دست دل تہی پیہ بیرون آید
	۱۴	
ساقی گلِ سخت ہر کہ پژمرده بود چشمے کہ چو شمع زندہ دور از رخِ شست		با گرمی عیش ہم دل افسردہ بود چشمیت کہ زندہ بر تنِ مُردہ بود
	۱۵	
ساقی ز زمانہ چند سیرا و رسد فریاد پیہ سود چون بود بختِ خوب		تا چند ستم بر دل ناشاد رسد بیداری دل مگر بغیر یاد رسد

	۱۶	
ساقی ! دو جهان کجاده غم از زود عالم چه کنیم گوشه چشم ننگن		یک جام بده که ملک صد جم از زود یک گوشه چشم تو دو عالم از زود
	۱۷	
ساقی ! فرح از ساغر می می باشد دیوانه من از بحر تو ام عیب کن		عیش و طرب از نوائی نئی باشد دیوانگی از براسی کئی باشد
	۱۸	
ساقی چو بکف جام شراب بگیری جز ساقی ما که خضر راه کرم هست		از بهر دلی جگر کبابی گیری کس نیست که دست کس آب بگیری
	۱۹	
ساقی ز غم تو هر که مد هوش بود خنداں چو گل بهشت از دوزخ غم		خاموش بود اگر چه در هوش بود این کار مجبور دان خاموش بود
	۲۰	
ساقی بنوگر شریک هم چه شود زبان بجز کرم که عالمی کام رست		ز غم دل ما رسد بمرام چه شود یک جگر رسد بکام ما چه شود
	۲۱	
ساقی ز آدب مست تو گرد و ر بُوَد گرمست حقیقت است و گرمست نجا		خوش بخورید اگر چه منصور بُوَد بست گمان مبر که معذور بُوَد

	۲۲	
امید خیالش از لب یار بود آخر ز حیات خویش بنزار شود		ساقی! قدحی که هر که بیدار بود هر کس که حیات جوید از ظلمتِ دهر
	۲۳	
خونبار و دیده همچو میخ از تو بود نامردم اگر یکے در یلغ از تو بود		ساقی! اگر جدا به تیغ از تو بود گر هر سرِ رُء صد هزارم جان
	۲۴	
تار و عن باد و در چرخ غم زود منغمز بشکافی - اود و ما غم زود		ساقی! قدحی که سوز غم زود بوی که چون غنچه در دماغم زده است
	۲۵	
وز نخب امید سایه داری بسید وز نخب امید سایه داری بسید		ساقی! دل من طمع زیاری بسبب جان داشت امید واری و آخر کار
	۲۶	
در دُر دے محنت از خم غم باشد بر هر چه نصیب است خرم باشد		ساقی! منی که ز ساغر جسم بند من بنده آن کسم که در دور فلک
	۲۷	
خواهم من از آن چشم سیاهم بند یک جود مگر بعشق شاهم بند		ساقی! به بهشت اگر چه راهم بند این باد و نه در خور گدای چو من است

۲۸	ساقی قدحے کہ گرتبان ناز کنند چندان بدر میکده سرخواهم زد	مستان بہ نیاز کاد خود ساز کنند کز غیب دورے بر رخ من باز کنند
۲۹	ساقی قدحے ورنہ حزن خواهم زد من باوہ پرست بودہ افتناہستم	مدرہوش کنم کہ من چنین خواهم زد این دین نیست من بدین خواهم زد
۳۰	ساقی کہ ز آفتاب رخ مستم کرد بگذاخت چو مہ ز لافِ ہستم نام	چون دُورہ بلندی شوم پستم کرد چون نیست شدم یک نغمہستم کرد
۳۱	در راہ تو کوہ را بہ کاہے بخشند آن روز کہ خلعتِ سعادت دوزند	صد مجسم را بہ بگیناہے بخشند صد سالہ گناہ را باہے بخشند
۳۲	مار از خرابات خراب آوردند گفتم کہ شراب را کبابے باید	در میکده بردند و شراب آوردند ولہا ہمہ بردند و شراب آوردند
۳۳	اہنکہ بکام دل جہان داشتند تو پنداری کہ جادوان خواہی ماند	نا کام جہان بجائے بگذاشتند پیش از تو ہم ایشان چو تو پنداشتند

	۴۶	
اے نام تو سر ز قمر اسرار وجود در پردہ کبریا پنهان گشته ز خلق		نقش و صفت بر در دیوار وجود بنشسته عیان بر در دیوار وجود
	۴۷	
قدر گل و گل بادہ پرستان دهند از بے خبری - بے خبران معذور اند		نئے تنگدلان و تنگ نشان دانند وقتے ست درین بادہ کہستان شنند
	۴۸	
زاوردن من نبود گردون را سود وز بچ کسے نیز دو گو شتم نشنید		وز بردن من جاہ و جلالش نفوذ کاوردن و بردن من از بہر چہ بود
	۴۹	
بوسے خوش گل بزخم خارے آرزو؟ یارے کہ از دہزار جان تازه شود		گر بادہ خوری ہم بخارے آرزو؟ انصاف بدہ کہ انتظارے آرزو؟
	۵۰	
آئینکس کہ زمین و سپر خ و افلاک نہاد بیار لب چو لعل و زلفین چو شک		بس دلخ کہ او بردن غناک نہاد در طبل زمین و محض خاک نہاد
	۵۱	
خورشید کند صبح بر یام افگند مے خور کہ منادی سحر کہ غینان		کیخسور و زباده در جام افگند آوازه ز سیر تو در ایام افگند

	۵۲	
دست چو منی که جام دسانگر گیرد توزا بد چشکی دمنم فاسق تر		جیف ست که آن دست دگر گیرد آتش نشنیده ام که در تر گیرد
	۵۳	
زان پیش که نام تو ز عالم بر د بکشای سر زلف بته بند ز بند		مے خور که چو می رسد بدل نعم برود زان پیش که بند بندت از هم برود
	۵۴	
چون رزق تو آنچه عدل قیمت فرود آسوده زهر چه هست می باید شد		یک ذره نه کم شد و نخواهد فرود آزاده زهر چه هست می باید بود
	۵۵	
جانم بقدر آنگه او اهل بود خواهی که بدانی بقیعین دوزخ را		سر در قدش اگر نهم سهیل بود دوزخ بجهان صحبت نا اهل بود
	۵۶	
در ملک تو از طاعت من هیچ فرود بگذارد بکیر ز آنچه معلوم شد		در معصیت که رفت نقصان بود گیرنده دیری و گذارنده زود
	۵۷	
آنها که کهن شدند آنها که نوند این سفله جهان بکس نماند جاوید		هر یک بجا و خویش یک یک برسند رفتند و روند و دیگر آید و روند

	۵۸	
دل چراغی است که نور از رخ دلبر گیرد صفت شمع پروانه و لے باید گفت		در میر و ز غمش زندگی اوسر گیرد کاین حدیث است که با سخنگان رگیرد
	۵۹	
مے گر چه حرام است و لے تا که خورد انگاہ که این چهار شرط آمد جمع		د انگاہ چہ مقدار و دیگر بیکه خورد پس مے نخورد مردم و انا که خورد
	۶۰	
آہنہا کہ فلک دیدہ و دہر آریشد در دامن آسمان و در زیر زمین		آیند و روند و باز باد ہر آریشد خلقے ست کہ با خدا و دہر آریشد
	۶۱	
این قافلہ عمر عجب می گذرد ساقی غم فردا در حقیقہاں چو خوری		در یاب دے کہ با طرب می گذرد پیش آریالہ کہ شب می گذرد
	۶۲	
آہنہا کہ در آمدند و در جوش شدند خوردند پیالہ و در ہوش شدند		آشفتنہ ناز و طرب و نوش شدند در خواب عدم جملہ ہم آغوش شدند
	۶۳	
بر چشم تو ارچہ عاشقان یکے اند بر باد نصیب خویش کثرت بر بائید		یک رے بدان کہ عاقلان یکے اند بسیار چو تو شدند و بسیار آئید



	۶۴	
بوسیدہ مرغ اندین خالے چند بگرفتہ زطامات الف لامے چند		نارفتہ رہ صدق و صفا گئے چند بدنام کسندہ نکونامے چند
	۶۵	
آن کس کہ گنہ بنزد او سہل بود علم ازلی .. علت عصیان کردن		این نکته بگوید از کہ او اصل بود نزدیک حکیم غایت جہل بود
	۶۶	
سیریمہ - دانائے فلک می داند گیرم کہ بررق خلق را بفسیری		کوئو بمورد رگ برگ می داند با او چه کنی کہ یک بیک می داند
	۶۷	
چون کار نہ بر مراد ما خواہد بود پیوستہ نشستہ ایم در حیرت آنکہ		اندیشہ و جہد ما کجا وارد شود دیر آمدہ ایم و رفت می یابد زود
	۶۸	
این چرخ جفا پیشہ دغاے بنیاد ہر جا کہ یکے دید کہ دانے دارد		ہرگز گرہ بستہ کس را نہ شد دانے دیگرش بر سر آن داغ نہا
	۶۹	
آن مرو نیم کز عدم ہم بیم آید جائے ست بعاریت بن دادہ خدا		آن بیم مرا خوشتر ازین بیم آید تسلیم کنم چو وقت تسلیم آید

	۷۰	
از واقع تر از خببر خواهم کرد با عشق تو در خاک فرو خواهم شد		دکان را بد و حرف مختصر خواهم کرد با مهر تو سر ز خاک بر خواهم کرد
	۷۱	
عاقل غم و اندیشه لاشه نخورد غم در دل و باد و در صراحی باشد		جز جام لبالب پیای نخورد خاکش بسیر آنکه غم خورد و غم نخورد
	۷۲	
کم کن طمع از جهان - بمیری خویند خوش باش دمی چنانکه این دو فلک		از نیک و بد زمانه بگل سپید هم بگل و نماند این روز و چندی
	۷۳	
در عالم جان بهوش می باید بود تا چشم و زبان و گوش بر جا باشد		در کار جهان خموش می باید بود بچه چشم و زبان و گوش می باید بود
	۷۴	
این کوزه گران که دست در گل دارند مشت و لک و طپانچه تا چند زنند		عقل و خرد و بهوش بران بگسازند خاکه بدان ست چمی پندارند
	۷۵	
لب بر لب کوزه هیچ دانی مقصود آخر چو دمن نمانده موجود		یعنی لب من نیز چو لبای تو بود لبهاست چنین شود بفردان و دود

	۶۶	
شب نیست که عقل درخت نشود پُر مے نشود کاسه سراز سودا		و زگره کنار من پُر از دُر نشود آن کاسه که سزگون بود پُر نشود
	۶۷	
آنها که محیط فضل و آداب شدند ره زین شب تاریک نبردند بدون		در کشف علوم - شمع اصحاب شدند گفتند فساد نمود در خواب شدند
	۶۸	
آنها که اسیر عقل و تمیز شدند رُز و باخبران - تو آب انگور گزین		در حسرت هست نیست ناچیز شدند کاین بے خبران بغور موز شدند
	۶۹	
پیری سرا بے صوابی دارد بام و در و چار کین دیوار وجود		گلزار خرم بزنگ آبی دارد دیران شد و روے در خرابی دارد
	۷۰	
آن عقل که در ره سعادت پیوید در باب تو این یک دم صحبت که موی		روزے صد بار خود ترا می گوید آن تره که بد روید دیگر روید؟
	۷۱	
هر چند دلم ز علم محروم شد اکنون که بروے کار در مے نگرم		کم ماند ز اسرار که مفہوم شد معلوم شد که هیچ معلوم نشد

این تن که چو

۸۲		
۸۲	نہادہ برون ز خوشین گلے چند بز نام کسندہ نکونامے چند	نابروہ صبح در طلب شامے چند در کسوت خاص آدہ از عامے چند
۸۳		
۸۳	خود را بد و جامے غنی خواہم کرد پس دختر تر را بزنی خواہم کرد	اشب نمے جام یک منی خواہم کرد اول تہ طلاق عقل و دین خواہم گفت
۸۴		
۸۴	چند از پئے ہرزشت و نکو خواہی شد آخر بدل خاک فرو خواہی شد	تا چند اسیر رنگ و بو خواہی شد گر چشمہ زہری و اگر آب حیات
۸۵		
۸۵	در کاسہ گری صنعت خود پیدا کرد وان کاسیہ سہنگون نرا رسوا کرد	آن کاسہ گرے کہ کاسہ سر واکرود بز خوان وجود ما کنون کاسہ نہاد
۸۶		
۸۶	اسباب تر و در خورد مسند اند کنان کہ مد پرائند سہ گرد نہند	اجرام کہ ساکن این ایوانند مان تا سر رشتہ خرد گم نمکنی
۸۷		
۸۷	بالای بنفشہ در چین خم گیرد گرد این خوشین فراہم گیرد	ہر صبح کہ روستے لالہ شب نیم گیرد ز انصاف مرا ز غصہ خوش ہی آید

	۸۸	
موسے صفّان زرشاخ کف بنائند در چشم سحاب دید با بکشائند		وقتے ست کہ از سبز جهان آرائند عیسی نفسان ز خاک بیرون آیند
	۸۹	
در بهر نشست آستانے دارد گو شاد بزی کہ خوش جهانے دارد		در دهر ہر آنکہ نیم نامے دارد نہ خادم کس بود نہ مخدوم کسے
	۹۰	
گیش نشکند و باز بگل سپارد تا حشر ہمہ خون عسکریان بارو		کہ دون ز زمین ہیچ گلے بر نارد گر ابر چو آب و خاک را بر دارد
	۹۱	
پر کن کہ دلم میل فروان دارد در زیر گل آرزو فروان دارد		زان سر بگلے کہ پیر و بہقان دارد از سر گل آرزو بدر کن کہ جہان دارد
	۹۲	
قدیر تو بقدر معرفت نخواہد بود حشر تو بصورت صفت نخواہد بود		روزے کہ جزائے ہر صفت خواہد بود در حسن صفت کوش کہ در عرصہ حسن
	۹۳	
فرماے کہ تا بادہ کلگون آرنند + در خاک نہند و باز بیرون آند		زان پیش کہ غمات شب بخون آند تو ز رہے اے غافل نادان کہ ترا

	۹۲	
چون مرده شوم خاک مرا گم سازند پس خاک و گِلِ مبادِه آغشته کنند		احوال مرا عبرت مردم سازند وز کالبدم خشتِ بر خرم سازند
	۹۵	
قوس ز گداز در غرور افتادند معلوم شود چو پردا بردارند		قوس ز پئے حور و قصور افتادند کز کوئے تو دور دور افتادند
	۹۶	
توبه نکند هر که شبانش باشد اندر رمضان اگر کسی توبه کند		او باد که چون آب حیاتش باشد بارے ز نماز با سخاتش باشد
	۹۷	
باید خور و دو کام دل باید راند همواره کتابچه رمی می باید خواند		در دل نتوان درخت اندوه نشانده پیدا است که چند در جهان خواهی نماند
	۹۸	
وقتی که طلوع صبح از برق باشد گویند که حق تلخ بود در همه حال		باید بکفشت جام مردق باشد باید بهمه حال که می حق باشد
	۹۹	
از باد و شب اگر نارم نبود مغنی بکن اختیار می خوردن روز		می خوردن روز اختیام نبود در خوردن روز نخت یارم نبود

	۱۰۰	
دردہر چو آوازہ گل تادہ دہند از دوزخ و زہشت و زحور و قصو		فرما سپاہیائے باندارہ دہند فارغ بنشین کہ آن خود آوازہ دہند
	۱۰۱	
گوئند بہشت حرمین خواهد بود گر بامے معشوق پرستیم دوست		و انجائے ناب و انگبین خواهد بود چون عاقبت کار بہین خواہد بود
	۱۰۲	
امر و زک تو سن فلک زمین کردند این بود نصیب ما - ز دیوان تضا		آرایش مشتری و پردہین کردند مارا چہ گنہ قسمت ما این کردند
	۱۰۳	
آہنہا کہ کشند شراب ناب اند بر خشک یکے نیست ہر شراب اند		و آہنہا کہ بشبہ مدام در محراب اند بیدار یکے ہست دیگران در خواب اند
	۱۰۴	
مے خور کہ سمن بے سما خواہد شد بر طرف چمن ز زندگی بر خور		خوش زی کہ سہی بے سہا خواہد شد زیرا کہ چمن بے چو ما خواہد شد
	۱۰۵	
شب نیست کہ آہ من بجز از رسد گفتی کہ بتو بادہ خورم پس فردا		وز گریہ من سیل بدریا زرسد شاید کہ مرا عمر بغیر از رسد

	۱۰۶	
یاران چو با اتفاق میساز کنید		خود را بحال یک دگر شاد کنید
ساقی چوئے منانہ در کف گیرد		بیچارہ فلان را بدعا یاد کنید
	۱۰۷	
روز سیت خوش دہونہ گریست نہر		آبر از رخ گلزار ہی شودید کرد
بلبل بزبانِ حالِ خود با گل زرد		فریاد ہی کنند کہ مے ہاید خورد
	۱۰۸	
کہ وقتِ خوشت مئے پرستی گذرد		گاہ در غم نیستی و ہستی گذرد
مئے خوبچنین عمر کہ مرگ از پہلوست		آن بر کہ بخواب یا بستنی گذرد
	۱۰۹	
مئے خور کہ نرنت سناک در ذرہ شود		خاکت پس ازان پیالہ و خمرہ شود
از دوزخ و از بہشت نابخ می باش		عاطل بچنین عمر چراغہ شود
	۱۱۰	
عشق کہ مجازی بود آتش نبود		چون آتش نیم مردہ تابش نبود
عاشق باید کہ سال و ماہ و شب و روز		آرام و قرار و خورد و خواہش نبود
	۱۱۱	
ایزد بہشت و دہہ با ما مے کرد		پس در دوجہان حرام مے را کئے کرد
شخصے ز عرب ناقہ و خمرہ پئے کرد		پیغمبر احرام مے بروئے کرد

زند

شاد و خوش و بہشت و دوزخ و جہان



۱۱۲	اکنوں کہ ز خوش دلی بحسبِ نام نماند دستِ طرب از ساغرِ مئے باز بگیر	امروز که در دست بجز جام نماند یک بهدم چخته جز مئے خام نماند
۱۱۳	گویند بهشت و حوضِ کوثر باشد پُر کن قیوحِ باده و بر دستم نه	و آنجا مئے ناب و شهید و شکر باشد نقدے ز هزار سیبِ خوشتر باشد
۱۱۴	آن قوم که در مقامِ مکیین رفتند مسکین مسکین بمرگِ هم می گفتند	با آخرِ کار جمله مسکین رفتند وان طائفه کاند ر تو مکیین رفتند
۱۱۵	در راه چنان رو که سلامت نکنند در مسجد اگر روی چنان رو که نثرا	با خلق چنان زی که قیامت نکنند در پیشِ خواهند و امانت نکنند
۱۱۶	در راه خرد و بجز خس و را پسند خواهی که همه جهان ترا پسند و	چون هست رفیقِ نیک بدر پسند می باش بخوش دلی و خود را پسند
۱۱۷	خواهی که ترا تبتِ اسرار رسد از مرگ میندیش و غمِ رزق غور	مپسند که کس را ز تو آزار رسد کین هر دو بوقتِ خویش ناچار رسد

۱۱۸	دیر چرخ با انواع سخنها گفتند و اوقف چون گشتند بر افسر از فلک	این بے خبران گوهر دانش سقند اول نیچے زدند و آخر خفتند
۱۱۹	این خلق همه خزان با افسوس اند خواهی که کفِ پائے تراسی بوسند	پُر مشغله و میان تہی چون کوسند خوش نام بزی کہ بندہ ناموس اند
۱۲۰	مے نوش کہ تا غم از نہادت برود رُو آتش ترگزین کہ این آب حیات	شغلِ دو جہاں جلد ز یادت بہرود انکہ کہ شوی خاک ز یادت برود
۱۲۱	مے خور کہ نہ تو کثرت و قلت بہرود پرہیز کن ز کیمیائے کہ ازو	و اندیشہ ہفتاد و دو ملت بہرود یک جرمہ مے ہزار علت بہرود
۱۲۲	چوں شاہ روح خانہ پر داز شود این ساز و جود را با پریشم طبع	ہر چیز با صلِ خوشیت باز شود از زخمِ روزگار بے ساز شود
۱۲۳	گوئند ہر آنکسان کہ با پریشم زند ما با مے و معشوق از نیم مقیم	ز انسان کہ بمیرند چنان برخیزند بوتا کہ بکشد ما چنان انگیزند

طلب کن

تو زمان پیش کہ تو خاک با دست بہرود

۱۲۴	اے ہم نفسان مرا کئے فوت کنید چون فوت شوم کئے بشوئید مرا	دین چہرہ کھر با چو یا قوت کنید وز چو بزم تخته تابوت کنید
۱۲۵	اندیشہ جرم چو بخاطر گذرد لیکن شرطیست بندہ چون تو کہ کند	از آتش سینه آہم از سر گذرد مخدوم - بلطف از سر آن گذرد
۱۲۶	یک جام ہزار مرد بادین از رو در روئے زمین زباوہ خوشتر نمود	یک جرعه مے ملکت چین از رو تلخ کہ ہزار جان شیرین از رو
۱۲۷	چوں عشق ازل بود مرا انش کرد وانگاہ قراضہ زہر قلب مرا	بر من ز نخست درین عشق اہلا کرد مفتاح خندان در معنی کرد
۱۲۸	در میکدہ جزئی و ضو نتوان کرد خوش باش کہ این پردہ مستوری	و آن نام کہ زشت شد نکو نتوان کرد بدریدہ چنین شد کہ رفو نتوان کرد
۱۲۹	آہن کہ اساس کار بر برق نہند بر برق نہم سبب کئے من پلانین	آئید میان جان و تن فرق نہند کہ ہچو خود سم ازہ بر فرق نہند

۱۳۰	عید آمد و کار ناکو خواهد کرد افسار نماز و پوز بند روزه	ساقی مئے ناب در سبونو هم کرد عید از سر این خزان فردو خواهد کرد
۱۳۱	گذارد که غصه در حصار نگیرد مئے خور بکنار سبزه و آب روان	واندوه محال روز گارت گیرد زان پیش که خاک در کنارت گیرد
۱۳۲	گویند بچشر گفتگو خواهد بود از حشر گزنجبند نکوی ناید	وان یار عزیز تشنه خواهد بود خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود
۱۳۳	خوش باش که ماه عید نو خواهد شد اے ساقی اگر باده دمی ورندهی	نمے کار کسے بکار او خواهد شد میدان که سر حبله فردو خواهد شد
۱۳۴	در وقت اجل چو کارم آماده کنند در خاک لحد چو خشت خواهند نهاد	در بستر خاک ز رخ سادو کنند ز نهار که آب و گلش از باده کنند
۱۳۵	گر یک نفست ز زندگانی گذرد ز نهار که سرمایہ این ملک جهان	گذارد که جز بشار دمانی گذرد عمرست چنان کش گذرانی گذرد

	۱۳۶	
دادم بامید روزگارے برباد زان می ترسم که روزگارم ندهد		نابوده ز روزگار خود روزے شاد چندانکه ز روزگار بستانم داد
	۱۳۷	
یک روز فلک کار مرا ساز نکرد یک دم نفس از سر شادی نروم		هرگز سوئے من دمی خوش آواز نکرد کان روز که صد و غرسم باز نکرد
	۱۳۸	
می باید بود و می باید بود *		سزنا بقدم بد روی باید بود در کوچه دوست گر دیکه باید بود
	۱۳۹	
مسکین نین من که در غیری فرسود عمرم بگذشت و یک مان شاد نبود		آوازه ز خانان نمی دارد سود تا عاقبتم اجل کجا خواهد بود
	۱۴۰	
آورد باضطرارم اول بوجد ز قیتم باکراه و ندانیم چه بود		جز جبرتم از حیات چیز نفزد زین آمدن و بودن و رفتن مقصود
	۱۴۱	
آنها که بفکر و بر معنی صفتند سر رشته اسرار ندانست کس		ورفت خداوند سخنها گفتند اول زبچه زدند و آخر نفستند

۱۴۲	آنها که خلاصه جهان انسانند در مغفرت ذات تو مانند فلک	بر اوج فلک بر اقیانوس است سرگشته و سرنگون و سرگردانند
۱۴۳	اندک طرب و نشاط و مریخیزد رود - باد و بخور که سرخس و خواهی ماند	در جمع کتب خشکی و سردی خیزد کز خوردن سبزه روی و سردی خیزد
۱۴۴	بیمارم و تب در استخوانم دارد وین طرفه نگر که هر چه در بیماری	ناخوردن من قصد بجانم دارد جز باده خورم همه زیانم دارد
۱۴۵	بر روزه نگو که دلب جو و دل رود تا باده ام و با شرم و خواهی بودن	تا بتوانم عیش و طرب خواهم کرد من خورده ام و می خورم و خواهی خورد
۱۴۶	خوش باش که دهر بیکران خواهی بود نخست که ز غالب تو خواهی شدن	بر چرخ ز اختران نشان خواهد بود بنیاد سراسر دیگران خواهد بود
۱۴۷	ماه رمضان چنانکه اسال آمد ای بار خدا خلق را غافل ساز	بر پائے خود بند گران حال آمد چندان که گمان کنند خدای آمد

۱۳۸	افسوس کہ نامہ جوانی طے شد دان مرغِ طرب کہ نامِ ابلود شباب	وین تازہ بہارِ ادغوانی طے شد فریاد کے آمد و ندانم کے شد
۱۳۹	مے خوارہ اگر غنی بود غور شود در حقہ لعل - اذان ز مردِ ریم	وز عریبہ اش جہان پراز شور شود تا دیدہ افعی غم کور شود
۱۴۰	ہر لذت در اسحق کہ خلاق بہاد ہر کس ز طلاق منقلب گشت بخت	از بہر مجردان آفاق نہاد آسایشِ خود پر دو بر طاق بہاد
۱۴۱	فردا اَلَمِ فراق طے خواہ شد معتوقہ موافقِ ست و ایامِ بکام	باطالع سعد قصدے خواہ شد اکنوں نیکم نشاط کے خواہ شد
۱۴۲	موجود حقیقی بجز انسان نبود یک جرعه ازین شراب بے بخش میکش	بر فہم کے این سخن آسان نبود تا خلق خدا پیش تو یکسان نبود
۱۴۳	چون نیست درین زمانہ سودے خرد پیش آرد از انکہ او خرد را بسپرد	جذبے خرد از زمانہ بڑی بخورد تا انکہ زمانہ سودے ما بڑی بگورد

	۱۵۳	
دردِ امین زہرِ زامدان آتشِ باد انگندہ بزیِ ریائے دُر کے کشِ باد		چموستہ خرابات زرنندان خوشِ با آن دلقِ بصدِ پارہ دآنِ صوفِ کبوتر
	۱۵۵	
بر دستِ ہمیشہ آبِ انگورِ باد او خودند ہر منِ نیکمِ دُورِ باد		در سرِ ہوسِ بنانِ چونِ حورِ باد گویند کسان مرا خدا تو بہرِ دما
	۱۵۶	
تا بر دلش از زمانہ خارے نہ رسید و تششِ بسترِ زلفِ نگارے نہ رسید		دردِ ہر کسے بگلِ عذارے نہ رسید در شانہ بگر کہ تا بصدِ شلخ نشد
	۱۵۷	
اد آتشِ غمِ رُوحِ منِ افراشته اند تا خاکِ من از چہ جائے برداشته اند		از آبِ عدمِ تخمِ مرا کاشته اند سرگشته چو بادِ می دَورم گردِ جہان
	۱۵۸	
تا حشرِ زقالِ وقیلِ خود باز نہ ہند وز بے خبریِ از چہ خبر باز نہ ہند		قوسے کہ بخوابِ مرگِ سر باز نہ ہند نمکے گوی کہ کسِ خبر باز نہ داو
	۱۵۹	
صدِ تائبِ بادِ غاتِ در پے باشد در وقتِ چنبن - تو بہرِ روا کے باشد		نوبہ کن از مئے اگر تے باشد گلِ جامہ دران و لیکنانِ نعرہ زنان



۱۶۰	تا یا شرابِ جانِ فتنه ایم ندید گویند که توبه کن اگر وقت آید	صد بوسه فلک بر سر و پایم ندید چون توبه کنم اگر خدا ایم ندید
۱۶۱	کس را پس پرده قضا راه نشد هر کس ز سر قیاس چیزے گفتند	وزیرِ خدا یکس آگاه نشد معلوم گشت و قصه کوتاه نشد
۱۶۲	یک نان بد و روزگَر شود حاصلِ مرد ما مور کسے دگر چرا باید بُود	وز کوزه شکسته دُئے آبے سر تا خدمتِ چون خودے چرا باید کرد
۱۶۳	چندان مُردِ این ره که دُونی بر خیزد نوا و نشوی و یک گره جَد کنی	گر نیت دُونی ز هر دی بخریزد جایِ برسی کو تو - تویی بخریزد
۱۶۴	بائے بجنارِ جوے می باید بُود این ز بهتِ عمر ما چو گلِ نه روزست	از عرصه کنارِ جوے می باید بُود خنداں لب و تازہ رُوے می باید بُود
۱۶۵	طبعم همه باروئے چو گل می خندد از هر جزوے نصیبِ خود بردارم	دستم همه با ساغر و مل پیوندد زان پیش که جگر با گل پیوندد

	۱۶۶	
تازہ ہر وہم بر آسمان سپید من در عجم کے فروشان کا نشان		بہتر نہ لعل کسے ہیچ ندید بہ زمانہ فروشنہ چہ خواہند خرید
	۱۶۷	
خجے کہ بقدرِ سرو و رومی سازو گویند قراہ گر - مسلمان نبود		پیوستہ ہمہ کارِ عدوی سازو آن را توشتا گو کہ کدوی سازو
	۱۶۸	
گویند کہ ماہِ رمضان گشت پدید در آخر شعبان بخورم چندان نئے		من بعد برگرد بادہ نتوان گزید کا ندر رمضان مست بختم تا عید
	۱۶۹	
گر بایں ایزدِ ک طامات کنید چون در گدزم خاکِ مرا خشت کنید		غملے مرا بے مکافات گنید در رخنہ دیوارِ خرابات گنید
	۱۷۰	
آہنا کہ جهان زیر قدم فرو روند آگاہ نمی شوم کہ ایشان ہرگز		واندر طلبش ہر دو جہان پموند زین حال چنانکہ ہست آگاہ بودند
	۱۷۱	
تا خاکِ مرا بقلب آمیختہ اند من بہتر ازین نمی توانم بودن		بس فتنہ کہ از خاک برانگیختہ اند کز بوتہ مرا چنین بردن سختہ اند

دین بند

تشریف نام بتوان نرسید

نہ گویند غرض سے کہ سرور زہ رسید

۱۴۲	من نے خورم دهر که چون اہل بود نئے خوردن من حق ز ازل نیست	نئے خوردن آوزر غذا سہل بود گرے نخورم علم خدا ہل بود
۱۴۳	کس شکل اسرار ازل انکشاو من می نگرم ز بستندی تا استاد	کس یک قدم از نہاد بیرین نہا عجوبست بدست ہر کہ از مادر زاد
۱۴۴	از دفتر عمر پاک می باید شد اسے ساقی نہ لقا تو خوش خوش مارا	در دست اجل ہلاک می باید شد آبے دروہ کہ خاک می باید شد
۱۴۵	سود از وہ را بادہ پروبال بود ماہ رمضان بادہ نخوردیم و گذشت	نئے بر رخ خاتون خرد خال بود بارے شب عبید از مہ شوال بود
۱۴۶	بدخواہ کسان، سپح بمقصد رسد من نیک تو خواہم و تو خواہی بمن	یک بد نگند تا بخودش صذر رسد تو نیک نہ بینی و بمن بد رسد
۱۴۷	سودے تو درین قوم چہ کردی کہ خزند سالے یکبار آپ جویت نہ صند	دانش چہ بری کہ از تو دانش نخزند؟ روزے صد بار آبرویت بہرند

۱۷۸	خوتم دل آن کسے کہ معرف نشد یسمرخ صفت بعرض پروانے کرد	در حجبہ و در راحہ و در صوف نشد در کنج خرابہ جهان بوف نشد
۱۷۹	افسوس کہ سرمایہ ز کف بیرون شد کس نامہ از ان جهان کہ تا پرسم ازو	در دست اجل بسے جگر ناخون شد کا حال مسافران عالم چون شد
۱۸۰	فردا کہ نصیب نیک بختان بخشد گدیزک آیم مرا از ایشان شمرند	رقصے بمن رند پریشان بخشد در بد باشم مرا بدیشان بخشد
۱۸۱	آنها کہ بکار عقل در می کوشند آن بد کہ لباس ابلہی در پوشند	افسوس کہ جملہ گاو ز می در شند کا موز بعقل تیرہ مے بغرو شند
۱۸۲	طبعم بہ نماز و روزہ چون مائل شد افسوس کہ آن وضو بہ باونے شکست	گفتم کہ مراد کلیم حاصل شد وان روزہ بہ نیم حجر مے بل شد
۱۸۳	ہر حجر مے کہ ساقیش بجاک افشاند سبحان المد تو بادہ می پنداری	در دیدہ من آتش غم نبشاند آبے کہ ز صد در دولت بر ماند

ہیہات

ن  
دینہ گرم

تازہ کے نذر شد

۱۸۴	چون دست بدامنِ هوس می نرسد درودِ قدحی دُرُو که جامِ صافی	جاے بمرا دِل بکس می نرسد این شیشه فیروزه بکس می نرسد
۱۸۵	خطی که ز روے یار برخاسته شد در باغِ رخسِ بهر تماشا گه جان	تو ظن نہ بری کہ حُسنِ او کاسته شد گل بُود و بسبزہ نیز آراسته شد
۱۸۶	خون از دِلِ افکارِ برون می آید گر خوں بچکد از مرہ ام نیست عجب	در دیدہ خونِ بارِ برون می آید زیرا کہ گل از خسارِ برون می آید
۱۸۷	اندر رہِ عشق جملہ صافان دُروداند امروز شب در روز ز فردا نیست	واندر طلبش جملہ بزرگان خرداند فردا طلبان در غمِ فردا مردند
۱۸۸	برین قلمِ قضا چو بے من رانند دی بے من امروز چو دی بے من تو	پس نیک و بدش چو از من می داند فردا بچہ محترمِ بد اور خوانند
۱۸۹	دشمن کہ مرا ہمیشہ بد می بیند در آئینہ درونِ خود می نگردد	حقا کہ نہ از روے خرد می بیند آن صورتِ مرده رنگِ خود می بیند

	۱۹۰	
نئے جامہ عمر کہ نہ - تو خواہد شد مے خور لب بود کوزه اندوہ مخور		مے ستر جهان بجام تو خواہد شد کین کوزه چو بشکند سبب خواہد
	۱۹۱	
بامردم نیک - بد نمی باید بود مفتون معاش خود نمی بامد بود		در بادیه دیو و دُمی باید بود مغرور بفضل خود نمی باید بود
	۱۹۲	
زلفین تو باشک ختن - بازی کرد بالاے ترا بسرو - نسبت کردم		بالعل لب تو روح دسازي کرد زان روز سہی سرو - سرفرازي کرد
	۱۹۳	
زان پیش کہ گورے زمن آگندہ شود اے بادہ سراز گور صراحی بردار		واجزائے مرگیم پراگندہ شود باشد کہ دل مُردہ من زندہ شود
	۱۹۴	
نقیم - زما زمانہ آشفته نمائد افسوس کہ صد ہزار معئے دقیق		با آنکہ ز صد گھر کیے سَفْتہ ثنائد از بے خردی خلق ناگفتہ بہائد
	۱۹۵	
آنان کہ بکہنہ ندے موصوف اند گویند کہ شبلی و جنیدیم ہمہ		دایم بکفہ بنگ و دنان موقوف اند شبلی نہ ولی در کر خے معروف اند

۱۹۶	گر بادہ بکوبہ بر زنی رقص کند از بادہ مرا توبہ چه می فرمائی	ناقص بود آنکه بادہ را نقص کند روح بست که از تربیت شخص کند اے بادہ پرور من جسم
۱۹۷	یاران موافق همه از دست شدند بودند بیک شراب و مجلس	در پای اجل یگان یگان پست شدند دورے دوسه پیشتر زمانت شدند
۱۹۸	مئے خواہم خور و تنا کہ جانم باشد اے جانِ جهان - دینِ جانِ خوشنیم	گر سودِ جهان جملہ زیانم باشد من کے داغم کہ آنِ جهانم باشد
۱۹۹	ساتی علم سیاہ شب - صبح ربود بکش از ہم دونر گس خواب آلود	بر خیز و مئے منانہ را در دہ زود بر خیز کہ خفتنت بے خواب بود
۲۰۰	سودا ترا بہانہ بس باشد در کشتن ما چر کشد چشم تو تیغ	مستاد ترا ترانہ بس باشد مارا سر تازیانہ بس باشد
۲۰۱	گوئند کہ مرد را ہستری باید امروز چنان شدست و سہ نوبت	یا نسبتِ عالی پدر می باید کیتہا ہمہ ہمہ سچ ز می باید

	۲۰۲	
روح از پئے تن نعرہ زنان خواهد بود زیر قدم کوزہ گران خواهد بود		خوش باش کہ عالم گذران خواهد بود این کا شہ سر تا کہ تو بینی بیک چند
	۲۰۳	
باموئے سفید قصدئے خواہم کرد این دم نکم نشاط کے خواہم کرد		من دامن زہد و توبہ طے خواہم کرد پیمانہ عمر با بہفت و رسید
	۲۰۴	
ہم پائے تنہا بمقامے رسید ہم عاقبت الامر بکلمے رسید		ہم دست من تشنہ بجائے رسید وان دل کہ باندہ بود در نا کامی
	۲۰۵	
کین چرخ فلک بسے چو پاکشت بود تا نوش کنم کہ بودیہا ہمہ بود		غم خود دن میہودہ کجا دار و شود چرکن قدحے کے کہ بکفم بر زود
	۲۰۶	
خشت سر خم ہزار جان می آرزد حقاکہ ہزار طیلسان می آرزد		یک جڑ عئے ملک جہان می آرزد آن کہنہ کہ لب بکے از و پاک کنند
	۲۰۷	
واجرام نزدیک دگر پراگندہ شود حالے کہ پراز بادہ کنی زندہ شود		انکہ کہ نہالِ عمر بر کندہ شود ورزانکہ صراحی کنند از گل ما



	۲۰۸	
آن قوم که سجاده پرستند خرنند دین از همه طرفه تر که در دیده زهر		زیرا که بنزیر بار سالوسم رانند اسلام فروشنند و ز کافر تیرانند
	۲۰۹	
شاد و بهاکن که آن دمان خواهد بود تو باده خور و غم جهان هیچ مخور		جسم همه در خاک نهان خواهد بود خود غم خور و آنکه در جهان خواهد بود
	۲۱۰	
اسرار ازل باده پرستانانند گر چشم تو حال من بداند نه عجب		قدر من و جام تنگدستانانند شک نیست که حال مستانانانند
<b>روایف حرف را هم مله</b>		
با سفلند خوئے بے عقل و قار بدستی و شور عیش و شرب عیش	۱	ز بهار مخور باده که ریخ آرد بار در دسر و عذر خواهی اش روزگار
	۲	
چون نیست تراز اجز آنکه اوداد قرار هان تانه نمی بردل خود چن دین با		چندین ز پئے مراد دل رنج مدار بگدشتن بگد اشتنش آخر کار
	۳	
خشت سر خم ز ثروت جم بهتر آه سحری ز سینه و دمار		بوئے قح از غذائے مریم بهتر از ناله بوسعید و آه هم بهتر

	۴	
افلاک کہ جو غم نظر آئیںد وگر نا آدھا اگر بداند کہ ما		نہنند بجا تانہ رہائیںد وگر از دہر چہ می کشیم - نایند وگر
	۵	
تا چند ازین حیلہ و زرقائی "عمر" حتی کہ من از ستیزہ و غدغداش		تا چند مرا در دہد ساقی "عمر" چون جرعه بخاک ریزم این باقی عمر
	۶	
از بودنی اے دوست چہ داری تما خوہم بزی و جہاں بشاوی گدلاں		وز فکر ت بہیودہ دل جاں - افکار تدبیر نہ با تو کردہ اند اول کار
	۷	
از گردش روزگار بہرہ گیر از طاعت و محبت خدا تنفعی است		بر تخت طرب نشین بکف ساغر گیر بارے تو مرا و خود ز عالم بگیر
	۸	
وقت سحر است خیز اے طرفہ پر کین یک دم عاریت درین کنج فنا		پربادہ لعل کن بلورین ساغر بسیار بجوئی و نیابی دیگر
	۹	
آن لعل در آبگینہ سادہ بسیار چون می دانی کہ مدت عالم خاک		داں محرم و مونس ہر ازادہ بیبا باوے است کہ زود بگذر دباوہ بیبا

۱۰	لذاتِ جہاں چشیدہ بشتی ہم عمر ہم آخرِ عمر رحلتِ باید کرد	بایا رچو آرمید مباحی ہمہ عمر خوابے باشند کہ دیدہ باشی ہمہ عمر
۱۱	گر بتِ رنج تست بتِ پرستی خوشتر درستی عشق زان سبب نیست شدم	در بادہ ز جامِ تست مستی خوشتر کاں نیستی از ہزار ہستی خوشتر
۱۲	اے چرخِ فلک نہ عقل داری نہ ہنر نامرداں را دہی ہمہ گنج و گہر	ہرگز ننگنی بکارِ آزاوہ نظر آسنت زہے - چرخِ محنتِ پرورد
۱۳	بایا رنوشتم جامِ شرابِ اولے تر چون عالمِ دُون و فاسخِ اہد کردن	در دستِ غم دیدہ پر آبِ اولے تر در عالمِ دُون مست و خرابِ اولے تر
۱۴	دردِ دایرہ سپہرِ ناپیدا عوَر نوبتِ چو بد ویرِ نورِ سداہ مکن	مے نوشِ نجوشِ دلی کہ دورست بچوَر جامے است کہ جلد را چشانند بدو
۱۵	چون حاصلِ آدمی دریں جائے دود خرمِ دل آنکد یک نفیس زندہ نبود	جز دور و دل و وادانِ جان نیست دگر و آسودہ کسی کہ خود نزا و از مادر

منہ بخلی آزار

	۱۶	
در عهدِ آن جہاں منم - بادہ بیا داں لقمہ کہ داری ز کساں بازدا		سستی مکن و فریضہ حق بگذا در خون کسے و مال کس نصدا
	۱۷	
بر پارہ گلے ہی لگد زو بسیار من بچو تو بودہ ام مرا نی کودا		دی گوزہ گرے بدیم اندر بازار داں گلِ بہمانِ حال با آدمی گفت
	۱۸	
ہر ذرہ ز ہر ذرہ گرفتند کنار بے خود شدہ و بے خبر اند از ہم کار		ایں اہلِ قبور خاک گشتند و غبار آہ ایں چہ شرابے ست کہ تا روزِ شمار
	۱۹	
دین عمر برفتہ و اجل آمدہ گیر خود نتوانی و گر توانی زدہ گیر		کار ہمہ عالم بر اوت شدہ گیر گفتی کہ بکام خویش دستے بزنم
	۲۰	
خود را تو ز بند زن و فرزند پرست ببند - چگونہ زہ ردی بند پرست		مردانہ درآ - ز خویش پیوند پرست ہر چیز کہ هست سدا هست ترا
	۲۱	
وز عمر تمام بہرہ برداشتہ گیر برداشتہ گیر و باز بگذاشتہ گیر		از چرخ بکام سرب افراشتہ گیر از گنج و گہر ہر چہ مراد دل بست

۲۲		
گر باد خوری تو با خردمندان مخور بسیار مخور - درد مکن - فاش من	یابا صمنی سوده رُغی خندان خور اندک خور - و گه گاه خور و پنهان خور	
۲۳		
اے دل همه اسباب جهان خوانند گیر خوش باش درین شپین کون و شاد	دین خسانه پُراز نعمت دآراست گیر روز دوسمه بنشسته و بر خاسته گیر	
۲۴		
جانا ائے صاف وقت گل خوش می خور مئے خون رزست رز ترا می گوید	بر باد بتان لغز دل کش می خور خون بر تو حلال کرده ام خوش می خور	
۲۵		
عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار گر باد شهبی و گر گداز باز	زین کهنه سرا بر دهن بر نیت ناچار این هر دو بیک رخ بود آخر کار	
۲۶		
اے دل همه اسباب جهان خوانند گیر دامگاه بر آں سبزه شے چون بنم	باغ طربت بسبزه آراست گیر بنشسته و باداد بر خاسته گیر	
۲۷		
اے دوست غم جهان بیهوده مخور چون بود گذشت و نیست نابود پید	بیهوده غم جهان فرسوده مخور خوش باش و غم جهان نابوده مخور	

	۲۸	
چندین زخم میچ بر اہل نظر توازدوم حیض و از نجاساتِ دگر		اے خواجہ فقیہ گزراہست خبر ایشان ہمہ از صانع در وصفش گویند
	۲۹	
بر نالہ نالے و غمہ چنگ بخور یک بار چو بنگ می خوری سنگ بخور		گر آدمی بادوہ گل رنگ بخور در بنگ خوری چو بنگ مانی برجا
	۳۰	
بر داد ز خاکم و ز بنیاد و ببر از کوچہ او غبار مے باد ببر		اے سیل فنا نام من از یاد ببر بر دامن آو تا نہ نشیند گردے
	۳۱	
سرمایہ لذت جوانی ست بخور سازندہ چو آب زندگانی ست بخور		آن مئے کہ حیاتِ جاودانی ست بخور سوزندہ چو آتشِ ست لیکن غم را
	۳۲	
چشمیت بدل کباب بودست مگر بخت بد من بخواب بودست مگر		ساقی! بمنتِ خطاب بودست مگر آن دم کہ ترا نظر بہ سیدان بود
	۳۳	
تا چند ہند دل - بخوش و ناخوش ہجر ز ہمار مرا مسوز در آتشِ ہجر		ساقی! مئے وصل و بہجت کش ہجر ہر چند چو شمع جان من سوختنی ست

۳۴	ساتی کہ غمش ز باد شاہی خوشتر ہر چند کہ دلخواہ بود عیشِ جہان	رویش ز ضیاء صبح گاہی خوشتر دیدارِ خوشش نہ ہر چہ خواہی خوشتر
۳۵	خامش منشینِ دلا درین رہ نہ ہمار زان رو کہ نبودہ تو ہیچِ اولِ بار	بکینُ العَدینِ ست وجودت ہشدار صد بار بہتر تری ازان آخر کار
۳۶	چون نیست درین دائرہ بے پرکار ہم در کئے لعل و زلفِ دلبر آویز	از مایہ عمر ہیچ ابر خور دار دیں یک دم خویش را غنیمت میدا
۳۷	کئے با بخیِ دلبرانِ چالاک بخور مے می خورم و عیش کنم - نوشم باد	افعی غمت گزید تریاک بخور گر تو بخوری - من چہ کنم خاک بخور
ردیف حرف زامعجمہ		
۱	گر گوہرِ طاعتتِ نفتم ہرگز تو تبید نیم زیار گاہِ کرمست	ورگر در بہت ز مرغِ برفتم ہرگز دانی کہ یکے را دو نگفتم ہرگز
۲	از جملہ رفتگانِ این راہِ دراز مان بر سرِ این دوراہ از ناز و نیاز	باز آمدہ کو کہ بمسا گوید راز چہینے نگذاری کہ منی آئی باز

	۳	
رو بر سر افلاک جهان خاک انداز چہ جائے عبادتِ ست چہ جائے نماز		سے می خور و گردِ دُخویر و بان می ناز کز مجلہ از فتگان یکے نآمد باز
	۴	
این خنج کہ با کسے نمی گوید راز مے خور کہ بکس عسمر دوبارہ بند		گشتہ بستم ہزار محمود و ایام ہر کس کہ شد از جہان نمی آید باز
	۵	
باتو بخرا بات اگر گویم راز اے اول و آخر ہمہ خلق تویی		بہ زانکہ بحراب کتم بے تو نماز خواہی تو مر بسوز خواہی بنواز
	۶	
در کتم عدم خفتہ بدم گفتی خیر واکنون کہ بفرمان تو ام حیرتم		در زن بجان و در جہاں شو انگیز القصہ چنان بود کہ کج دار و مریز
	۷	
بازے بودم پریدہ از عالمِ راز این جا کہ نیافتم کسے محرمِ راز		بوتا کہ پریم دے نشیبے بفراز زان در کہ در آدم برون رفتم باز
	۸	
اے دل چو حقیقتِ جہان بہت مجاہد تن را بقضا سپار و باد و بلساز		چندین چہ بری خواری ازین رنجِ دل کین رفتہ قلم ز بہر تو ناید باز



۹	وقت سحر است نیز ای مایه ناز کاغذها که بجای اند نپایند در آ	نرمک نرمک باده خور و چنگ نواز دانه‌ها که بشند کس نمی آید باز
۱۰	ماییم قناده روز و شب و رنگ تاز نه هیچ راه آورده بحسب زنج و گر	بر خیره نهاده رو و دشتیب و فر نه هیچ پس انگشند و بجز راه دراز
۱۱	ای مرد و من من ننگ تر - بخرید و انگاه بگوئش که بغفلت پئے بر	وای کو دک خاک بنیرا گوئید منغیر سر کیقباد و چشم پرویز
۱۲	ما عاشق آشفته و مستیم امروز از هستی خویشتن بکلی رسته	در کوئے بتان باده پرستیم امروز پیوسته بحراب استیم امروز
۱۳	کردیم و گر شیوه رندی آغاز هر جا که پایله ایست مارا یعنی	تکبیر قناز ویم بر پنج نماز گردن چو صراحی سوس او کرده در آ
۱۴	بودی که نبوت بخور و خواب نیا هر یک بتوانچه دادستاند با	کردند نیاز مندت این چار ارباب تا باز چنان شوی که بودی ز آغاز

۱۵	معشوق که عمرش چون غم باد - دراز بر چشم من انداخت دے چشم و رفت	امروز تطفے بنو کرد آغاز یعنی که نکوئی کن و در آب اندام
۱۶	از عمر تو چون که می تراشد شب و روز روز و شب و خویش ابشادی گذران	گذارد که بر تو خاک باشد شب و روز اے بس که نباشی تو و باشد شب و روز
۱۷	بر روی گل از ابر نقاب ست مینو در خواب مرو که وقت خوابست مینو	در طبع دلم میل شراب ست مینو جامے مے ده که آفتاب ست مینو
۱۸	با عروم پاک اصل و مایل آمیز گردد هر دو در ترا خردمند بنوش	وز نا اهلان هزار فرنگ گیر وز نوش سدر تراز نا اهل بریز
۱۹	یارب تو جمال آن مهر انگیز پس حکم همی کنی که دروے منکر	آراسته بسنبل و عنبر بین این حکم چنان بود که کج دار و مریز
۲۰	حکے که از دوحال باشد پیر انگاه میان امر و نهیش عاجز	فرموده و امر کرد کز دے بگریز در مانده جهانیان که کج دار و مریز

۲۱	ما لبعثگانیم و فلک لعبت باز بازیچه ہے کینیم بر نفع و جود	از روئے حقیقی و شازدوئے مجاز ز قسیم بصند و قی عدم یک یک باز
۲۲	افسوس ازین سگ بچہ بزرگ و نا ادب کدش با ستخوان مایل بود	کو در رفتن مباد بودے ہمارا شد عاقبتش نصیب دندان گراہ
۲۳	رفتہ ز رفتگان کیے نامد باز کارش نیاز می کشاؤ نہ ز نماز	تا باتو بگوید از پس پردہ راز بازیچه بود۔ نماز بے صدق و نیاز
۲۴	لب برب کوزہ بردم از غایت آرز بامن بزبان حال می گفت این راز	تا زو طلبم واسطہ عمر و راز عمرے چو تو بودہ ام دے بامن ساز
۲۵	اے برہمہ سردارانِ عالم فیروز یکشنبه و دو شنبہ و سه شنبہ و چار	دانی کہ چه وقت می بود روح افروز پنج شنبہ و آدینہ و شنبہ شب و رو
۲۶	می پریدی کہ چسیت این نقش مجاز نقشے است پدید آمدہ از دیریلے	گر بر گویم حقیقتش بہت دراز دائگاہ شدہ بقعر آن دریا باز

۲۷	ساتی و لم از تو دو گداز است مینوز گر بے تو آیم از صومعه نکشود درے	استید بکطف چاره ساز است مینوز باز آگه در میکده باز است مینوز
۲۸	تو آب صبح عروس رز پاک مریز خون دوهن از تائب نامعلوم	جز خون دل ز اهد غناک مریز بر خاک بریز و جرحه بر خاک مریز
۲۹	تا سر نکم در سرت ای مایه ناز هر چند که را هم بنود و دست و دراز	کوتاه نکم ز دامن دست نیاز در راه بمیرم و نگردم ز تو باز
رویف حرف س		
۱	ای واقف اسرار ضمیر هم کس یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر	در حالت عجز و تشکیر هم کس ای توبه ده و عذر پذیر هم کس
۲	آغاز دوان گشتن این زترین طاس دانسته نمی شود به معیار عقول	و انجام خرابی چنین نیک آس سجده نمی شود بمقیاس قیاس
۳	از حاد و طبع جهان آید به مترس این یک دم نقد را غنیمت میدان	وز هر چه رسد چو نیست پاینده مترس از رفته میندیش و ز آئینده مترس

۳	ایسے چرخِ خمیسِ خس پر خوش چرخاً! فلکا! ترا زمینِ عادت بس	ہرگز نرؤی تو بر مرادِ دل کس ناکس تو کسے کنی و کس را ناکس
۵	مُرنے دیدم نشستہ برابرِ طوس باکله ہی گفت کہ افسوس افسوس	در پیش ہنوادہ کلاہ کیکاؤس کو بانگِ جرہا و کجا مالہ کو س
۶	ساتی! تو بغورِ من درویشِ برس صدرِ دلِ رشیم بنو فریادِ رساند	مردم - بسمِ برجتِ خویشِ برس یک رہ تو بفریادِ منِ ریشِ برس
۷	ساتی! نظر سے کہ دروے از جامِ توب جان مست شود چو نامِ ساتی شنود	ورمی نبود - عارضِ گلِ فامِ توب اے راحتِ جان - مرا ہی نامِ توب
۸	ساتی! اداسِ انِ جگرِ رشِ برس برسد عیشِ فارغ از خارِ غمی	احوالِ مرا از ہمہ کس پیشینِ برس این را - ز برصنہ پائے درویشِ برس
رویفِ حرفِ رش		
۱	خیام! اگر بادہ پرستی خوش باش چون عاقبتِ کارِ جہانِ نستی است	باسادہ رنخے اگر نشستی خوش باش انکار - کہ نستی - چو ہستی خوش باش

	۲	
تا چند کنم عرصه نادانی خویش ز تار مغان که بر میان خواهم بست		بگفت دل من از پریشانی خویش دانی - ز چه ؟ از ننگِ سلمانی خویش
	۳	
جامیست که عقل آفرین می زندش این کوزه گروهر - اگر جام لطیف		صد بوسه ز مهر بر چین می زندش می سازد و باز بر زمیں می زندش
	۴	
از نادم زرد مکن چهره خویش بردار ز دنیا که دلی بهر تو خویش		وز آید ما - آب مکن ز صر و خویش زان پیش که دهر بر کشد و صر و خویش
	۵	
بار و دئے نکو شراب روشن درکش باساده مرغی نشین و بگذر از خویش		با دوست دل از جفائے دشمن درکش پیر این کبر و هستی از تن درکش
	۶	
بگذار و لا و سوسه عقل معاش در بزم قلندران معنی بنشین		از هستی خویش تن بر چوین او باش آزاده شود شراب نوش و خوش باش
	۷	
اے دل مطلب ز دیگران مرهم خویش تنها بنشین و خویش تن خویش		خوش باش بهر درد دل محرم خویش در هم دست آرزو کند بهر هم خویش

۸	مے گر چه حرامست مدّش نوش جلے ز مے لعل - گرت دست دہد	با نغمہ و چنگ صبح و فنامش می نوش یک فطرہ را مکن تماش می نوش
۹	سرست ز میخان گذر کردم دوش گفتم ز خدا شرم نداری ای پیر	پیرے دیدم ست سبوئے بردوش گفتا کرم از خداست می نوش خموش
۱۰	ایام شباب رفت و خیل شمش این قامت بچو تیر من گشتہ کمان	تلخ است مرا عیش و لے می شمش زہ کردہ ام از عصا و خوش می کشمش
۱۱	آن مے کہ خضر خجستہ دار و پاش من قوت دل و قوت روحش خوانم	اُو آب حیات است و منم الیکش چون گفت خدا مُنّا فہم لک اسش
۱۲	بگرفت مرا عشق بکائے خوش خوش انقصہ چنان سخت دلم از غم او	گفتا چون آدم تو یا بیرون کش کاتش ہمہ ہیزم شد و ہیزم اتش
۱۳	اے چرخ مرا کُش بہ بدستی خوش من خود ز غم خوش و تہیدستی خوش	بشاس بلندی من و پستی خوش پیوستہ ملول باشم از پستی خوش

	۱۳	
نغم چند خوری بکارِ نا آمده پیش خوش باش و جهان تنگ کن بزلِ خویش		رنج است نصیبِ مَرُومِ دُور اندیش کز خوردنِ غمِ قضا نه گردد کم و بیش
	۱۵	
پندے و بهمت اگر بمن داری گوش عقبی همه روزه است و دنیا یکدم		از بهر خدا جامهٔ تنز و تیر می پوش از بهر دمی ملکِ ابد را می فروش
	۱۶	
یک یک می خرم بین دگنه ده و ده بخش از بادیه هوا - آتش کین را می فروش		هر حرم که رفت حبستهٔ بند بخش مارا بسرِ خاکِ رسولِ اند بخش
	۱۷	
در کار گه کوزه گرے بودم و دوش هر یک بزبان حال با من گفتند		دیدم دو هزار کوزه گویا و تموش کو - کوزه گر - کوزه خرو - کوزه فروش
	۱۸	
تا دیگ بقائے من بود اندر جوش اے کوزه گرا - اگر از گِلِ کوزه کنی		در کاسهٔ خوش دلی کتم در می نوش آن کوزه بجز بے فروشان می فروش
	۱۹	
آن مے که حیات جاودانیست بنوش سوزنده چو آتش است لیکن غم آو		سرمایهٔ لذتِ جوانیست بنوش سازنده چو آبِ زندگانیست بنوش



	۲۰	
ساقی! تو همی ز روئے فرخنده خویش		حسن تو فرشته کرده شرمندہ خویش
گر خنده زناں صبح بیدید چو گلست		گرید بہزار دیدہ بر خندہ خویش
	۲۱	
آن بادہ کہ لعل ناب می خواندش		معمار دل خراب می خواندش
رطلے دوسہ سنگین بہن آرید یک		خیر آب بود شرب می خواندش
	۲۲	
نون السیت کشیدہ عارضِ موزنش		وان خال مغبرہ نقطی بر نونش
من خود و شنش چرانگویم لفظست		خط دایرہ کشیدہ پیرامونش
روایت حرف (ع)		
ساقی! قدحے کہ می گذاریم چو شمع	۱	در آتش دل شب درازیم چو شمع
بفرست نسیم کہ ز پانہ نشینم		تا در ہوس تو سربازیم چو شمع
روایت حرف (ف)		
مے در قح انصاف کہ جانیت لطیف	۱	در کالبد شیشہ دانیت لطیف
لائق نبود بیچہ گر آں ہمد من		جز ساغر بادہ کان گر انیت لطیف
روایت حرف ک تازی		
ہاں صبح دید و دامن شب شد چاک		بر خیز و صبح کن چرائی غمناک
مے نوش ہلاکہ صبح بسیار مد		اُور وے ہا کردہ و مار وے ہجاک

۲	روح کے منفرہ است ز آلائش خاک مخروہ تو۔ بہ بادِ صُبحی مددے	مہمان تو آمد است از عالم پاک زاں پیش کہ گوید انعم الدومساک
۳	بس پیرِ حق عمر کہ ہر شب افلاک ہر روز بسے زمانہ شاد و غمناک	بر دوختہ و کردگر بیانش چاک از آب بر آورد۔ فرو برد خاک
۴	گر صلح نیام ز فلک جنگ اینک جامِ مئے لعل ارغواں رنگ اینک	وز نام نکو۔ نباشد م ننگ اینک آں کس کہ نخے خورد سر و سنگ اینک
۵	اے چرخِ فلک زناں شناسی نہ تک از چرخِ زنی۔ دوشخص پوشیدہ شوند	بیوستہ مرا بر نہ سازی چوسک پس چرخِ زنی بہ از تو اے چرخِ فلک
۶	تاکے ز جفا بائے تو اے چرخِ فلک من سوخته ام تمام دہر لحظہ تو نیز	از بہر خدا جو کُن آہستہ ترک بر سوخته می پُر انگنی سودہ مک
۷	از آلتشِ آخرت نمی داری باک چوں بادِ اہل۔ چرخِ عمرت بکشد	در آبِ ندامت نشدی ہرگز پاک ترسم کہ تر از ننگِ نپذیرد خاک

	۸	
گر گل نبود نصیب ما خار اینک در خرقه و خالقاہ و شیخی نبود		در نورخے رسد با بار اینک - ناقوس و کلیسیا و زنار اینک -
ردیف حرف رک فارسی		
خیام ازمانہ از کسے دارندنگ مے خور تو در آبگینہ بانائے و جنگ	۱	کو در غم ایام نشیند دل تنگ زاں پیش کہ آبگینہ آید بر سنگ
ردیف حرف (ل)		
چند از غم و غصہ جہاں قلاقل از سبزہ چو شد روئے زمین میل	۱	بر خیز و بتادی گذراں حالا حال در کش مے لال از قبح مالا مال -
	۲	
بگذارد لایا و سوسے فکر محال آزاد شود مجرود بادہ پرست		در کش قبح بادہ و بگذر ز ملال تا مرد شوی رسی بجد کمال
	۳	بسرحد
این صورت کون جملہ لغتے ست خیال بنشین - قبح بادہ بنوش و خوش باش		عارف بنود هر کہ نداند این حال فارغ شوازیں نقش و خیالات محال
	۴	
چوں باد بزللف او رسیدن مشکل گفتند بدیدہ روئے او نتوان دید		وز اسپ عیش - عیاں کشیدن مشکل گردیدہ ماست دیدہ دیدن مشکل

۵		
آن طائفه که از خرمی مئے نخورند	الاکرم و حمت حق عذو جبل	
۶		
باسر و قدے تازہ تر از خرمین گل	از دست مدہ جام مئے و دامن گل	
۷		
تم کے زابد حدیث و تاکے ز آزل	بگذشت زاندانہ من - علم و عمل	
۸		
مئے در کف من نرو بر آ و غلغل	بالغر و غلیب و صوت بمبعل	
۹		
از جرم حنیض خاک تا اوج زحل	کردم ہمہ مشکلات عالم را حل	
۱۰		
اسرار حقیقت نشود حل بسوال	نه نیز مدد با ختن لغمت و مال	
تا جان نکنی - خون نخوری پنجه سال	از قال ترا رہ نه نمائند بحال	

	۱۱	
اے دل مشنوی نصیحتِ اہل حیل گراحتِ جان و قوتِ روحِ ماند		کز بادۂ ناب عقل و دیں راست غفل نئے نوش بہ بوستان بہ گل بانگ غزل
	۱۲	
در سرگز ارہیج سوداءِ محال باو خترِ رزنشیں و عیشے می کن		مئے خورمہہ سالہ ساغرِ مالا سال دخترِ بجلال پو کہ مادرِ بجلال
	۱۳	
کس خلد و چیم راندیدست ایدل اُمید و ہراسِ با بچیز نیست کزاں		کو کس کہ ازاں جہاں رسیدست ایدل جز نام و نشانے نہ پدیدست ایدل
	۱۴	
ساقی! کہ رسد بوصلت از یار می عقل پہ از بادۂ عشق گر پہ بدستی زاد		در خواب کہ بنیدت ز بیداری عقل پہ بدستی عشق بہ زہرِ شکاری عقل پہ
	۱۵	
ساقی! اتو بکنِ صورتی خسرو من گل گلِ نیت و لے ہوئے گلِ مست عزیز		من خار و لیک - خارِ پیراں من گل خارے کہ در آونجہ در دامنِ گل
	۱۶	
ساقی! قدمے وہ بمن سوختہ حال گر برقی وصال - خرمنِ جہلم سوخت		وز دلِ بنشالِ آبِ مئے گردِ طال من سوختہ ام بکستِ برقی وصال

اردیف حرف میم

ساقی! قدحے بدہ کہ از غم رستم زین پیش غم بود کہ جان خواہم خست	(۱)	در فکر تو - زان دیشہ عالم رستم المنت للہ کہ ازاں ہم رستم
	(۲)	
ساقی! قدحے کہ کشتہ جانیم مارا باہل چکار و با بخت چہ بحث		ما مردن زندگی ازومی دانیم ما زندہ وصل و کشتہ ہجرانیم
	۳	
ساقی! نظر کے مست دیدار تو - ام دعوی نہ کنم کہ من خریدار تو - ام		خود شاہد حالی کہ گرفتار تو - ام تو یوسف و من سگے ز بازار تو - ام
	۴	
ساقی! نظر کے کہ ہمد غم مائیم ہر چند کہ مالے ست محروم ز تو		محروم ز خورشید چو شبنم مائیم محروم ترین خلق عالم مائیم
	۵	
ساقی! قدحے کہ حلقہ درگوش تو ایم لطف تو خطا کاری مستان پوشد	۰	دل زندہ بیا دیشمہ نوش تو ایم شرمندہ الطاف خطا پوش تو ایم
	۶	
ساقی! قدحے کہ عاشق روئے تو ام تنہا نہ مرغ خوب کش سوئے تو ام		مست خیم زلف و طاق ابرو تو ام قلب محبت است ہر سوئے تو ام

ساقی! نظر از تو گر سوئے باغ کنم گر آتش حسرت بزم زیر زمین	۷	باغ از لطف دل - سیه تر از زراغ کنم چوں لاله ہمبہ رُوئے زمین دل غ کنم
ساقی! قدحے کہ دل بد ریاف کنم مار اسرو تن گرفت شود - خاکِ ریت	۸	چشمے سوئے آن ز گسِ شہدایف کنم سریشِ سکاں و تن بھو اف کنم
ساقی ز شرابِ شوق مابے خبر یم سو گندِ خاکِ پائیت اے سرو بلند	۹	ور نہ چہ حدِ ماست کہ نام تو بر یم کز خاکِ کھپ پائے سگت خاک یم
ساقی سخن از تو بہ کہ نہاں نکسم در کوئے مفاں خوش یم یا - منع بچگان	۱۰	مست یم و نظرِ باغ و رضوان نکسم پروائے بہشت و حور و غلمان نکسم
ساقی! قدحے کہ من بہ بستاں نروم تا سر بودم قدم دریں راہ خنم	۱۱	ہے روئے تو در روضۂ رضوان نروم تا جاں بودم ز کوئے جاناں نروم
ساقی! نظرے بن کن از لطفِ عیم آہو چشمی و شیر چشمی چہ کنم	۱۲	بیماہ مہل جان مرا بچو نسیم جان من ازیں امید و یم ست و ونیم

	۱۳	
ساقی ز غم تو تانے از دست شوم عمر لست کہ در خار غم سوختہ ام		تا چند ز پامال ستم لست شوم باز آء کہ بیک نظارہ ات مست شوم
	۱۴	
ساقی قدحے کہ از غم دل پیسرم بازم بچراغ روغنے ریز ز مے		بے مے پو چراغ صبحدم می میرم تا بار دیگر زندگی از سر گیرم
	۱۵	
ساقی تو مرا سوختہ من چہ کنم مستم تو کنی و گر بہ رسوائی ہسم		باشعلکہ من سوختہ خرم من چہ کنم بازم تو سبوی نہی بگردن چہ کنم
	۱۶	
ساقی! نظرے کہ جز ترا بندہ نیسم شرمندہ عالم ز رسوائی لیک		جز پیش تو در سجدہ سر افکندہ نیسم شکر لست کہ از روئے تو شرمندہ نیسم
	۱۷	
ساقی نظرے کہ ہمہ دل سوز ترا یم چوں سایہ بظلمت ایم دور از رخ تو		در ذرہ زہر حسرت اندوز تر یم ہر روز کہ می شود سیہ روز تر یم
	۱۸	
ساقی نظرے کہ مستم و شیدا یم مست تو بسوئے کوثر و جنت و حور		دنیا بد و جو پیش من و عقی یم امروز نظر نمی کن فردا یم



	۱۹	
ما بے تو دے شاد و بے عالم نزدیم بے شعلہ آہ لب زہم نکشودیم		خوردیم بے خون دل و دم نزدیم بے قطره اشک چشم برہم نزدیم
	۲۰	
ما حاصل عمرے برے بفروشیم در یک دم اگر ہزار جان دست دہر		صد خرمن شادی بغمے بفروشیم در حال بجا ک قدمے بفروشیم
	۲۱	
گفتم کہ دیگر چشم بد لب نکسم دیدم کہ خلاف طبع موزون بہشت		صوفی شوم و گوشس بینک نہ کم توبہ کردم کہ توبہ دیگر نکسم
	۲۲	
نہ از سر کار با غل می ترسم خوفم ز کسے نیست کہ ہستی تو یکم		نہ نیز نقصان عمل می ترسم از سابقہ روز ازل می ترسم
	۲۳	
ہر چند کہے خلاف و نیست ہم دانی کہ بے چراست لطف و شغفم		از خوردن کئے ہی کشاید گر ہم تا بگو کہ ز خویششن دے باز ہم
	۲۴	
از ہجر تو ایے نگار افغان دارم شمسی تو و پروانہ صفت می نمودم		وز فرقت تو دیدہ گریان دارم از آتش خسار تو تاجان دارم

<p>۲۵</p> <p>بے باوہ مباش تا توانی یک دم ابلیس اگر باوہ بخوردے یک دم</p>	<p>۲۵</p> <p>کر باوہ شود نقل و دل دوین خرم کر دے دو ہزار سجدہ پیش آدم</p>
<p>۲۶</p> <p>تا کے زجغے ہر کسے ننگ شیم خوش باش کہ ایام تریح گذشت</p>	<p>۲۶</p> <p>وزنا کس روزگار نیز ننگ شیم عید است بیاتائے گل ننگ شیم</p>
<p>۲۷</p> <p>ایزوچو غواست آچہ منج استام گر جلد صوابست کہ او خواستہ است</p>	<p>۲۷</p> <p>کے گرد و زہست آچہ منج استام پس جلد خطاست آچہ من خواستہ است</p>
<p>۲۸</p> <p>از خالق کردگار در رب رحیم گر مست و خراب بودہ باشی امرور</p>	<p>۲۸</p> <p>نومید مشو بحرم و عصیان عظیم فردا بخشد بر استخوان ہائے ریم</p>
<p>۲۹</p> <p>گرین گنہ بر روئے زمین کردستم گفتی کہ برو ز عجز دست گیم</p>	<p>۲۹</p> <p>عفو تو امید است کہ گیر دوستم عاجز تر ازین خواہ کہ اکنون ہستم</p>
<p>۳۰</p> <p>من گر ورق عمر بغم در شکم بر خیز و پیالہ راز سے چر گردان</p>	<p>۳۰</p> <p>این خندہ مے در دل ساغر شکم باشد کہ غم جہان بہم در شکم</p>

۳۱	در را و تو تا اسپ طرب تا ختمیم قصه چکنم که باب نشناخته ایم	با عیش و طرب وے نہ پروا ختمیم در منزل دزد آشیان ساختہ ایم
۳۲	یارب تو کلم سرشته من چکنم ہر نیک و بدے کہ امن آید بوجد	وان پشم قصب تور شتہ من چکنم تو بر سر من نوشتہ من چکنم
۳۳	بالنس ہمیشہ و زب درم چکنم گیرم کہ زمین در گذرانی بکرم	وز کردہ خوشیتن بدر دم چکنم زین مشرم کہ دیدی کہ چہ کردم چکنم
۳۴	جانا! من و تو نموده پر کاریم بر نقطہ روایتیم کنون دائرہ وار	سر گر چہ دو کرده ایم۔ یک تن ایم تا آخر کار سر بہم باز آریم
۳۵	ایں چرخ فلک کہ مادر و۔ حیرانیم خورشید چراغ دان و عالم فانوس	فانوس خیال از و مثالے دایم ما چون صوریم کا ندر و حبیلے دایم
۳۶	شد دعوی دوستی درین دیر حرام و من زہم کشیدن اولے باشد	الفت ز کہ میردی کجا دوست گدیم از دور بہر یکے سلام است و کلام

	۳۷	
گوئید مرا کہئے پرستم - ہستم در ظاہر من نگاہ بسیار ممکن		گوئید مرا عارف و مستم - ہستم کا نذر باطن چنانکہ ہستم ہستم
	۳۸	
بر خود در کام و آرزو برستم گر صوفی مسجد و گھر را ہب زیر		وز منت ہر کس و نا کس و استم من دانم و او چنانکہ ہستم ہستم
	۳۹	
تا ظن نہ بری کہ من بخود موجودم چون بود حقیقت مرا از دے بود		یا این رہ خو خوار بخود ہیوم من خود کہ بدم کجا بدم کئے بودم
	۴۰	
بے بادہ نبودہ ام و مے تا ہستم لب لب جام و سینہ بر سینہ خم		اشب شب قدر است من مشبم تا روز بگردن صراحی دستم
	۴۱	
گفتم کہ دگر بادہ گل گون نخورم پیر خروم گفت بجز مست گوئی		کئے خون رزست من دگر خون نخورم گفتم کہ مزاج می کم چون نخورم
	۴۲	
مقصود ز جملہ آفرینش بائیم این دایرہ جہان چنانکشتری است		در جسم خرد جو ہر بنیش بائیم بے پیچ شکے نقش نگینش بائیم

۴۳	در عشق ز صد گونه ملامت بکشم گر غم و فاکند جفا مے ترا	در بشکنم این عهد عزامت بکشم بارے کم از آنکه تا قیامت بکشم
۴۴	هرگز بطرب شربت آبے نخورم نالے نرم بر نلے پیچ کسے	تا از کف اندوه شرابے نخورم تا از جگر خویش کبابے نخورم
۴۵	امروز که نیست در شرابے تا کم زهرست - غم جهان و تر یاکشے	زهرے بودار و صرد و تر یا کم تریاک خورم ز زهر بنود یا کم
۴۶	فرزین صفتا که مست غمها شدم از بازی فیل و شاه چون در مانم	وز اسب پیاده جفا مات شدم سُخ بر بُخ او نهاده و مات شدم
۴۷	میل بشراب ناب باشد و ایتم گر خاک مرا کوزه گران کوزه کنند	گو شتم به نئے و رباب باشد ایتم آن کوزه پُر از شراب باشد ایتم
۴۸	اے چرخ ز گردش تو خورندیم گر میل تو - با - بے خرد و نا اهل است	از آدم کن که لایق بند نیم من نیز چنان ابل و خردمند نیم

	۴۹	
سر حلقہ رندانِ خرابات منم آنکس کہ شب و راز از باوہ ناب		افتادہ بمصیبت ز طامات منم وز خون جگر کس در مناجات منم
	۵۰	
من بے مئے تاب ز لیستن نتوانم من بندہ آن دم کہ ساقی گوید		بے جام کشیدہ - بارتق نتوانم یک جام و گر بگیر من نتوانم
	۵۱	
و نیا چو فناست من بجز بنِ نکم گوئند خدا ترانے مئے توبہ و عباد		جز یاد نشاط و مے روشن - نکم او خود ندید و گرد و صد من نکم
	۵۲	
من ظاہر نیستی و استی نام با این ہمہ از دانش خود بینارم		من باطن ہر فراز و پستی دانم گر مرتبہ و راے مستی دانم
	۵۳	
و گیرم این گردشِ گردونِ نخیرم مئے خونِ جہان است جہانِ خنی ما		جز باوہ صاف و مئے گلگونِ نخیرم ما خون دلِ خونی خود چونِ نخیرم
	۵۴	
ما کر مئے بے خودیِ طربناک شدیم اخر ہر ز آلالیش تن پاک شدیم		وز پایہ دون - بر سرِ افلاک شدیم از خاک بر آیدیم و در خاک شدیم

	۵۵	
با این همه مستی از تو بهشیا تریم انصاف بده کدام خو نخواستار تریم		اے مفتی شهر از تو چر کار تریم تو خون کسان خوری و ما خون رزان
	۵۶	
که مرد و حلالیم و گه مرد و حرام نه کافر مطلق - نه مسلمان تمام		یک دست بچشم و یک دست بجام ما یم و رین گنبد فیروزه نام
	۵۷	
بکشم قبح و درازدستی بکشم تا همچو تو خویشتن پرستی بکشم		من یاده خورم و یک مستی بکشم دانی غرضم ز پیوستی چه بود
	۵۸	
روزی نه شستیم و شبی نغذو دیم خود جام جهان نامه جم می بودیم		در جبین جام جم جهان پیویم ز نسا و چو وصف جام جم بشنویم
	۵۹	
در طاس سپهر سرنگون - سوده شدیم تا بود به کام خویشش نابوده شدیم		افسوس که بے فائده فرسوده شدیم دروا و ندامتا که تا چشم زدیم
	۶۰	
در خاک خرابات تیسیم کردیم عمر که درون مدبرانه گم کردیم		ما خرقه زهد در ستریم کردیم باشد که درون میکده دریا بیم

۶۱	در مسجد اگر چه با نسیا ز آمده ایم زینجا روزے سجاده دزدیدیم	حقا کہ نہ از بہر نسیا ز آمده ایم آن کہنہ شد دست باز با ز آمده ایم
۶۲	من در رمضان روزہ اگر می خورم از محنت روزہ روز من چون شب بید	تا نطن نہ بری کہ بے خبر می خورم پنداشتہ بودم کہ سحر می خورم
۶۳	زین گونه کہ من کار جهان می بینم بشکان احد بہر چہ در می نگرم	عالم ہمہ را یگان بران می بینم ناکامی خویش من دران می بینم
۶۴	در دایرہ وجود دیر آمدہ ایم چون عمر نہ بر مراد ما میگذرد	وز پایہ مروی بزیر آمدہ ایم اے کاش سر آمدے کہ سیر آمدہ ایم
۶۵	ما افسر جان و تاج کے بفروشیم تبیح کہ نیک لشکر تزدیر است	دستار و قصب بیاگے بفروشیم ناگاہ بیک جڑ عڑے بفروشیم
۶۶	چون نیست مقام ما درین دیر مقیم ما کے ز قدیم و محدث۔ اے مرو سلیم	پس بے مے و معشوق غلبے ہست الیم چون من رفتم۔ جہان چہ محدث قدیم



۶۷	پاک از عدم آدیم و ناپاک شدیم بودیم ز آب ویدہ در آتش دل	آسودہ در آدیم و غمناک شدیم دادیم بباد عمر و در خاک شدیم
۶۸	در پائے اجل چمن سرافکنده شوم ز بہکرا کلمہ بجز صراحی سکنب	از بیخ امید عمر - برکتہ شوم باشکہ ز بادہ پُرسنود - زندہ شوم
۶۹	جامخ زور رنج دے بدر داسم یک بارگی این عمر من اے ورتیم	بے چارہ دل از نہیب فردا بدو نیم رفتہ ہمہ حسرت است با اندہ و بیم
۷۰	چوں آتش اگر بر آسماں برگزیم در خاک شویم از آنکہ خاکی بودیم	از آب رواں اگر چہ پاکیزہ تریم بادست جہاں بادہ بدہ تا بخوریم
۷۱	یارب اگر گناہ بے حد کردم چوں بر کمرست و ثوق کلی دارم	بر جان و جوانی و تن خود کردم بر گشتم و توبہ کردم و بد کردم
۷۲	ہر چند کہ مے خلافت دین است در ہم دانی کہ ز مے چاست چندیش مخم	از خوردن و مے ہمیشہ گم تا بکو کہ مے ز خویشتن باز رہم

۷۳	یک چند بکودکی استاد شدیم پایان سخن شنو کہ مارا چه رسید	یک چند با استاد یے خود شاد شدیم از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم
۷۴	زان پیش کہ از زمانہ تابے بخوریم کیں یک اہل بگاہ رفتن مارا	با یک گرگ امر و ز شرابے بخوریم چندان ندہ اماں کہ آجے بخوریم
۷۵	اے دوست بیا تا غم فردا نخوریم فردا کہ ازین دیر کہن در گذریم	وین کیدم عمر را غنیمت شمیرم با ہفت ہزار سالکان سر بسریم
۷۶	شبہا گذر و کہ دیدہ بر ہم نزنیم خیزیم و دمے زنیم پیش از دم صبح	تا پائے نشاط بر سر غم نزنیم کیں صبح بسے دم کہ مادم نزنیم
۷۷	من بادہ تلخ تلخ ویرین خورم انگور حلال خولیش در تخم کردہ	واندر رمضان در شب آدینہ خورم گو تلخ مکن "خداے" تا من نخورم
۷۸	ہر روز بگاہ در خرابات شوم چوں عالم سر و انقیات توئی	ہمراہ قلم در ان طامات شوم توفیق دہ تا بمناجات شوم

۷۹	از بادہ شود تکبر از سر ہا کم البیس اگر ز بادہ خوردے یکدم	وز بادہ شود گشتادہ بند محکم کردے دو ہزار سجدہ پیش آمد
۸۰	یک جو غم ایام نداریم - خوشیم چوں بختہ بامرید از مطہج غیب	گر چاشت بود - شام نداریم - خوشیم از کس طبع خام نداریم - خوشیم
۸۱	در میکدہ عشق نیازے دارم انکہ بئے عشق طہارت کردہ	باشع خش سوز و گدازے دارم بار دئے بت خویش نازے دارم
۸۲	پیوستہ ز گردش فلک غم گیسیم علیٰ نہ کہ از سر جہاں بر خیزم	باطح حسیں خویشتن در کینیم عقلے نہ کہ فارغ از جہاں نشینم
۸۳	تا چنہ اسیر عقل ہر روزہ شویم در وہ تو بکاسہ مے اناں پیش ما	در دہر چہ صد سالہ چہ یک روزہ شویم در کار گہ کوزہ گراں - کوزہ شویم
۸۴	تا چنہ ملامت کنی اسے ناہر خام تو در غم تسبیح و ریا و تلبیس	مارند خواباتی و ستیم مدام بابائے دمر بزم و مشوقہ بکام

۸۵	بر مغرش خاک خفتگان مبینم چندانکہ بچوائے عدم مے نگر م	در زیر زمین نهفتگان مے بینم نا آندگان و رفیقان مے بینم
۸۶	ترسم کہ چو بعد ازین بجا لم ترسیم ایں دم کہ در عظیم غنیت شمریم	باہم نفساں نیز فراہم ترسیم شاید بعمر خود دریں دم ترسیم
۸۷	ما یم کہ سرست شرابیم مدام بگذار نفیحت من اے ناہد خام	در مجلس بانیت بجز باوہ و جام بابادہ پرستیم و لب یار بکام
۸۸	بارت تو من از کنہ ندیشم گر طفت تو ام سفید رو - انگیز و	باتوشہ تو - ز رنج رہ ندیشم یک ذرہ ز نامہ سیاہ ندیشم
۸۹	عید است بیاتامی گل رنگ شیم بایار سبک روح - دے نشینم	باغتمہ عود و نالہ چنگ شیم طل دل دوسہ بادہ گداں سنگ شیم
۹۰	اے دوست بیاتامی فردا بخوریم فردا کہ ازین دیر کہن در گذریم	وہیں یکدم نقد را غنیت شیم باہفت ہزار ساکاں ہم سفریم

۹۱	تا ملن ہیری کہ از جہاں مے ترسم مردن چہ حقیقت است زان با کمیت	وز مردن دوز رفتن جاں مے ترسم چوں نیک نہ زیستیم زان مے ترسم
۹۲	گرین ز مے مغانہ ستم - ہستم ہر طایفہ بمن گمانے دارند	گر کافرو گبر و بت پرستم - ہستم من زان خودم - چنانچہ ہستم ہستم
۹۳	بر خیزو بیا کہ چنگ بر چنگ ز نیم سجادہ بیک پیالہ مے بفروشم	مے نوش کنیم و نام برنگ ز نیم دیں شیشہ زہر بر سرنگ ز نیم
۹۴	در دامن یار بے وفا چنگ ز نیم سجادہ بیک پیالہ مے بفروشم	مے نوش کنیم و نام برنگ ز نیم ناموس بے مے دھیم و برنگ ز نیم
۹۵	محرم ہستی کہ بانو گویم یک دم محنت زوہ - سرشتہ از گل غم	کر اقل کار خود چہ بود است آدم یکچند جہاں گشت و برداشت قدم
۹۶	ہاں تا خرابات خروشنے ز نیم دستار و کتاب را فروشیم بکئے	بر میکدہ بگذریم و نوشے ز نیم بر در سہ بگذریم و جوشے ز نیم

۹۷	گل گفت کہ من یوسفِ مصر چہم گفتم چو تو یوسفی نشانے بنائے	یا قوتِ گرانماہِ پُر زرد و حسنم گفتا کہ بخون غرق بگر پیر حسنم
۹۸	باز لعلِ تو گر دستِ درازی کردم در زلفِ تو دیدم دلِ دیوانہ خویش	از روئے حقیقی نہ مجازی کردم من بادلِ خویش دستِ بازی کردم
۹۹	چندانکہ ز خود نیست ترم مست ترم دین طمہ تر آنکہ از شرابِ ہستی	ہر چند بلند پایہ تر لپست ترم ہر لحظہ کہ ہشیار ترم مست ترم
۱۰۰	مبہج است دے بر من گلِ ز نیم دستِ ازال دراز خود باز کشیم	دین شیشہ نام و ننگِ برنگِ نیم در زلفِ دراز و دامنِ چنگِ نیم
۱۰۱	آن بہ کہ ز جامِ و بادہ دلِ شاد کنیم ایں عاریتی رواقِ زندانی را	ہو ز نامہ و گذشتہ کم یاد کنیم یک لحظہ ز بندِ عقلِ آزاد کنیم
۱۰۲	روزے کہ بکونے کوزہ گر میگذرم زان پیش کہ گلِ بکوزہ گر ہدیہ برم	خود را بمیانِ کوزہ ہا می شمرم شاید کہ کس نہ کوزہ یکے بادہ خورم

	۱۰۳	
آں لخطہ کہ از اجل گریزاں گروم - عالم ز نشاطِ دل بفسدِ بال کنم		چوں برگ ز شلخِ عمر - ریزاں گروم ز اں پیشین کہ خاکِ خاکِ پیزاں گروم
	۱۰۴	
یک روز زندِ عالم آزاد نیم شاگردی روزگار کردم بسیار		یکدم ز دل - از وجودِ خود شاد نیم در دوبرجہاں ہنوز استاد نیم
	۱۰۵	
گر درگیری چگونہ پیروز کنم یک لحظہ شکر دیدہ مے نگدازد		با عشقِ توئی چگونہ آغاز کنم تا چشمِ بروئے دیگرے باز کنم
	۱۰۶	
آں آہ کہ پیشِ بیچِ محرمِ نزنم گردِ یاجم کہ جز تو کسے شنود		و آں دم کہ بہ پیشِ بیچِ ہدمِ نزنم حقا کہ بمیرم از دمِ ددمِ نزنم
	۱۰۷	
من گوہرِ خود بقیمتِ کم ندھم خاکِ درِ تو بہ ملکیتِ جم ندھم		درِ تو لبِ ہزار مرہم ندھم یک موئے ترا بہرِ دو عالم ندھم
	۱۰۸	
ہر گامِ کل است اختیارے نکنم باسرِ خطاں لالہ دُخے روزے چند		و آنکہ بخلافِ شرع کاے نکنم بر سبزِ جزیرہ لالہ زارے نکنم

ن۔ یک خطہ

	۱۰۹	
دشمن بخلط گفت که فلسیفم لیکن چو درین غم آشیاں آمده ام		ایزد و دانده که آنچه او گفت نیم آخر کم از آن که من بدانم که کیهم

## روایت حرف (ن)

۱

اسرار ازل را نه تو دانی و نه من		وین حرف معما نه تو دانی و نه من
هست از پس پرده گفتگوئے من و تو		چون پرده بر آفت نه تو مانی و نه من

۲

حق جان جهان ست و جهان مجلین		و اصناف ملاک و حواس آن تن -
افلاک عناصر و مواد اید اعضاء		توحید همین است و دیگرها همه فن

۳

هر روز ز گردش تو اے چرخ کهن  
نخل طریح بر کنده از بیخ و زبُن  
وین طرفه که نا اهل تو از دام گه است  
کس نیست که گویدش به تنگ ست کن -



	۴	
اسے چرخ ہمیشہ دُنبِ سری بہان درِ صلح چہ ماند کاں نکر دم با تو		دورانِ دیگر کسی و دورِ دمی با من در جنگ چہ بود کان نکر دمی با من
	۵	
بر خیز و مخور غمِ جهانِ گدازان در طبعِ جهان اگر وفاے بودے		خوش باش و دے بشاد مانی گدازان نوبتِ تو خود نیامدے از دگراں
	۶	
نیک است بنامِ نیکِ مشہور شدن مغمور بے آبِ انگور شدن		عارف ز جوہرِ پیرِ رجبور شدن بزانکہ بزہدِ خویش مغرور شدن
	۷	
بر سینہٴ غم پذیرِ من رحمت کن بر پائے خراباتِ من بخشا		بر حالِ دلِ اسیرِ من رحمت کن بر دستِ پیالہ گیرِ من رحمت کن
	۸	
نتواں دلِ شاد را بغمِ فرسودن دردِ ہر کہ داند کہ چہ خواہد بودن؟		وقتِ خوشِ خود بنگِ محنتِ بودن نمے پایید و مشوقِ و بکامِ آسودن
	۹	
کس نیست حیرتِ دین و دوزخ بے گریہ چو نیست دیدہٴ پرِ غم		شد نالہٴ من ہم نفس و محرمِ من من سر بر نہم تا بسر آید غمِ من

۲۰	حکیم دل در دست دیوانہ من روزے کہ شراب عاشقی می دادند	ہشیار شد ز عشق جانان من در خون جگر زدند میمان من
۱۱	توے متفکر اند در زہب و دین ناگاہ منادی بر آید ز کین	جمع متحیر اند در شک و یقین کاسے بخیال راہ نہ آست نہ این
۱۲	اے گشتہ شب و روز بدیناگران آخر نفسے بہ بین و باز آے بخود	اندیشہ نمی کمی تو از روز گران کایام چگونہ می کند باد و گران
۱۳	گوئند ز منے مرا کہ کمتر خور ازین عذرم بخ یار و باد و صبح دم است	”آختر چہ عذر برداری سر ازین“ انصاف بدہ چہ عذر روشن تر ازین
۱۴	گر بر فلک دست برداے یزدان از نرفلکے دیگر چنان ساختے	برداشتے من این فلک را میان کاوازه بکام او رب کے آسان
۱۵	بشنو ز من اے زید و یاران کہیں بر گوشہ عرصہ قناعت بشنیں	اندیشہ کن زین فلک کے سروج باز چہ چرخ را تماشا می کن

	۱۶	
شربت ناید ازین تباہی کردن گیرم که سر اسدایں جہاں بکشد		زین ترک اوامرو نواہی کردن جز آنکہ رہا کنی چه خواہی کردن
	۱۷	
قوآمد ببادشاہی کردن چیزے نہ بڑی دی و نباشی فردا		باخوشتن آد زین تباہی کردن پیدا است کہ امروز چه خواہی کردن
	۱۸	
خواہی بہ ہند پیش تم کردن کردن ہچومت اعتقاد باید کردن		کار تو بود ہمیشہ جان پروردن مے خوردن و اندوہ جہان ناخوردن
	۱۹	
ایں چشم پایہ بین سجان آبتن نے نے غلطم کہ بارہ از غایت لطف		ہچون سمنے بارغوان آبتن آبے ست باتش روان آبتن
	۲۰	
مشو سخن زمانہ ساز آمدگان رفتہ یگان یگان طلب از آیدگان		مے گیر حروق ز طراز آمدگان کسے نہ ہد نشان باز آمدگان
	۲۱	
کادیت بر آسمان آتش پرین چشم خروست کشا چون ابل یقین		یک گاؤ و گر نہفت در زیر زمین زیر و زبر بد گاؤ مشتے خیرین

۲۲		
شاید کردن۔ دے مدائی کردن چندان بستر زندگانی کردن		بر موجب عقل۔ زندگانی کردن استاد تو روزگار چاہے دست
۲۳		
در مکرده آن روح فزائے دل گفتم "خویم" گفت "برائے دل من"		دوش اسیر روح انصاف دل من جامے بن آور و کبستان و بنوش
۲۴		
بگذار دے و سوسہ سود و زیان تا بازی تو از غم مسرود و جهان		اے اکہ کوئی خلاصہ کون و مکان یک جامے نئے لڑائی باقی بستان
۲۵		
جو خور و نغذہ نیت خج دل جان و آسودہ کسے کہ خود نیامد بہ جان		چوں حاصل آدمی و دین شو بستان ختر دم دل آنکہ زین جهان زود برفت
۲۶		
بر خور داری دو قمع کر دم را دان یا بے خبری از خود و از کار جهان		از گردش این دائرہ بے پایان یا خبری تمام۔ از نیک و بدش
۲۷		
ما پست حقیقت از پس پردہ بین از تو و جهان پر تو از ہر دو بروں		ہا ہا ہا بگشت و ہا ہا ہا خون۔ اے با ملت جزو و گردون و دون

	۲۸	
بہتر نہ خوار نہ احمادی ورنہ دین پس رُوئے بہشت را کہ خواہد دیدن		کے مخورون و گرد گل سفان گردیدن گر مردمے خوار بدونخ باشند
	۲۹	
زیرا کہ حرام نیست مخورون من مخورون اہل راز۔ برگردن من		دانی کہ چارست تو بہ ناکردن من بر اہل مجاز است بہ تحقیق حرام
	۳۰	
احوال مراد سرمد پست و دہن ساتی بہ ہم فکے کہ میں ست سخن		ما کے علم ان حورم کرین ویکین زان پیش کہ نعت زین سرا بر بندم
	۳۱	
چیزے کہ خواندہ تو تقریر میکن از دیدہ بکئی روایت از پیر کن		صیاد و حدیث تخمیر میکن چون پیر حقیقت از تو معنی طلبہ
	۳۲	
وافعال بدم ز خلق پہنان می کن انچہ اندکرم تو می سزد آن می کن		احوال جہان بروم آسان می کن امروز خوشم ہمارو فردا ہن
	۳۳	
مشغل خودم کن از خودم باز رہاں مستم کن و از نیک و بد ہم باز رہاں		یارب! ز قبل وز زوئم باز رہاں تا ہیشیام ز نیک و بد ہی دہم

	۳۳	
درد این چرخ نو آگینه کن دسته که دمانه را تا بدردین		باید تو سر یک گریبان بر کن کوته کن از دهن که دلا دهن سخن
	۳۵	
دارم ز جفا به فلک آئینه گون اندر دیده زخه همچو پالیه پراشک		دزد کردش روزگار خس بدردون در سینه دله همچو - صراحی پر خون
	۳۶	
رنده دیدم شسته بر خاک زمین نه حق نه حقیقت نه شریعت نه یقین		نه کفر نه اسلام نه دنیا و نه دین اندر دو جهان کرا بود ز هر دو این
	۳۷	
تا بتوانی خدمت رندان می کن باشو سخن رست ز عمر خستام		وافعال بد از جمع پنهان می کن نمی خور و رهمی زن و احسان می کن
	۳۸	
آن راکه توقف است بر آینه جهان چون نیک و بد جهان بسر خواهد شد		شادی و غم و رنج برود شد آسان خواهی همه در دباشش و خواهی در آن
	۳۹	
روزی که گذشته است - زویا دکن بر نماند و گذشته بنیاد من		فردا که نیاید است - فریاد کن حالت خوش باش و عمر بر باد کن

	۳۰	
اکٹوں کہ زندہ ہزاروستان دستان برغیزو پاک گل بشاری می گفت		جز بادو لعل از کفستان بستان روزے دوسہ - داو خود رستان بستان
	۳۱	
در چشم پالہ جان روان ست روان در آب نسرودہ - آتش سیال ست		در روج مجسم آن روان ست روان در روج بلور لعل کان ست روان
	۳۲	
روزے کہ مقدسان خاکی مسکن چوں لالہ بخون مرزہ - آلودہ کفن		گردند سوار بازہ بر مرکب تن از خاک سیر کوی تو بر نشینم
	۳۳	
زین گنبد گردنہ بدافعالی بین آبتوانی تو یک نفس خود را باش		وز جملہ دوستان - جہاں خالی بین فرو مطلب - گزار - دی خالی بین
	۳۴	
ساقی! تو بستی گواہ دل من جز آرزوے تو در دلم حاصل نیست		کاندم کہ ز خود روؤ دل عاقل من ایں بس بود از ہر دو جہان حاصل من
	۳۵	
ساقی! قدحہ دول از غم بران دایستہ چو خنجریم زہر قید کہ ست		ہائز از خیال ہر دو عالم بر حسان در قید حیاتیم ازین ہم بر حسان

<p>ساقی! نظر سے بے باقی مخنون کن آجے بچشان ز کوثر و مسل مرا</p>	<p>۴۶</p>	<p>بجھے بدل ملک تہ پر خون کن دین و دفع حسرت از دلم ہر ملک کن</p>
<p>ساقی! قدمے کہ مست اگاہم من گیرم کہ بدگیران دو عالم بخشی</p>	<p>۴۷</p>	<p>بیگانہ و خویش د با تو ہما ہم من خود زبان منی دگر چہ نی خواہم من</p>
<p>ساقی! غم دل کجا خورد جانِ خزین دل یا غم جانان بوش یا غم دین</p>	<p>۴۸</p>	<p>تھے وہ کہ بربیدہ ام دل از غلہ بزمین گر ہر دو طلب کند دانست و زاین</p>
<p>ساقی! دل میں سوخت نظر اس کن مردم چو چراغ سحر اسے شمع مراد</p>	<p>۴۹</p>	<p>چشتے فگن و گلشن من گلشن کن یک بار دگر چراغ من روشن کن</p>
<p>ساقی! ہر تہم طعنہ شدستی من خواہم کہ چنان گم شوم از ملک وجود</p>	<p>۵۰</p>	<p>در خاک فرو رفت دل از پستی من کز ہر دو جهان محو شود ہستی من</p>
<p>اے زنا بد خود میں - رخ نیکیو بین تا کے ز کتاب لانی اسے دشمن</p>	<p>۵۱</p>	<p>محراب گناہ طاقی ابروے بد بین گزار کتاب و صفو دیکے بد بین</p>



	۵۲	
در بجزرِ تخیّر اند و در عینِ گمان آن را که نمودند به بینند زمان		آہنکے ہی وہ منہ از ویدہ نشان راز بست نہاں زویدہ آدمیاں
	۵۳	
تا گشت پُر از معصتہ درونِ دلِ من		شد ویدہ بعشق رہ ستمونِ دلِ من
از ویدہ طلب کنیہ خونِ دلِ من		ز بہار اگر دلم نہ سازد روزے
	۵۴	
آخر ہمہ دشمنی فرود ی با من		ترا دل ہمہ راستی نمود ی با من
باشد کہ چنان شوی کہ بود ی با من		نرمید نیم ز بختِ برگشتہ نمود
	۵۵	
چند آنکہ نظر کنند صاحبِ نظران		در عالمِ خاک از کران تا بکران
الائے ناب و عارضِ خوش پسران		ماہل ز بہانِ بے وفا چیزے نیست
روایفِ صرف (۹)		
وز تارِ امیدِ سرِ پودے کو		از آمدن و رفتنِ ماسودے کو
می سوزد و خاک می شود دودے کو		در چنبرِ چرخ - جانِ چندینِ پاکان
	۲	
بر گیز بگر و سبزہ زار و لبِ جو		بر دارِ پیالہ و سببِ دلبجو
صد بارِ پیالہ کرد و صد بارِ سبجو		کیں چغِ بے قدِ بتانِ مرگجو

۱۔ اپنی حیات محترم اندر لب تو گر خون صراحی نخورم - مرد نباشم	۳	مگر اگر بوسد لبِ ساغر - لب تو او خود کہ بود کہ لب نهد بر لب تو
آن قصر کہ بر چرخ ہی زد پہلو دیدیم کہ بر کنگرہ اشش فاختہ	۴	بر در گہ او شہان نہادند سُرور نشستہ ہی گفت کہ - کوکو - کوکو
یا قوت لبے لعلِ بخشائی کو مے گر چہ حرام در مسافانی شد	۵	و آن راحت رُوح و ریح ریحائی کو تو می خور و غم مخور مسلمانائی کو
چون بادہ خوری ز عقل بگاید مشو خواہی کہ نئے لعلِ جلالت باشد	۶	مدہوش مباحث و جہل اغایہ مشو آزار کہے مجو و دیوانہ مشو
در دیدہ تنگِ مور زورت آرتو ذات تو سزا است مر خداوندی را	۷	در پائے ضعیفِ پشہ زورت آرتو ہر وصف کہ ناسزا است زورت آرتو
روزے کہ بود وقتِ ہلاکِ من و تو از بس کہ نباشیم درین چرخِ کبود	۸	ازین پرودہ روانِ پاکِ من و تو مہ در تابد بر سرِ خاکِ من و تو

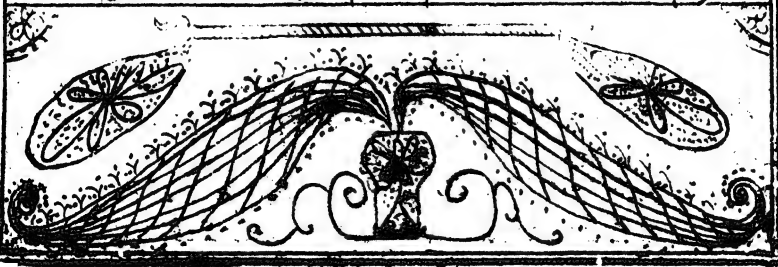
<p>پرورده شدم بنار و نعمت تو یا جرم من است بیش یا رحمت تو</p>	۹	<p>آنم که پدید گشتم از قدرت تو صد سال با امتحان گنه خواهم کرد</p>
<p>چپ می خور و راست می رود هیچ گو آوداند و آوداند و آوداند آو</p>	۱۰	<p>اسے رفتہ بچوگانِ قضا همچون گو کاشکس که ترا فکست داند رنگ پو</p>
<p>قصده دار و بجان پاک من و تو تاسنبه بروں دم ز خاک من و تو</p>	۱۱	<p>ایں چرخ فلک بهر پاک من و تو بر سنبه نشین - پیاله کش - ویر نماند</p>
<p>وانگاه فروشنده جنت بد و جو مے پیش من آر و هر کج نخواهی تو</p>	۱۲	<p>ما یم حرم دیر مئے کہنه و نو گفتی کہ پس از مرگ کجا خواهی رفت</p>
<p>با جنس دگر گزین کن مسکن تو تا زیر زمین چه می رود بر تن تو</p>	۱۳	<p>چون رفت حرم جوهر روشن تو آیند و روند و هیچ کس نشناسد</p>
<p>نخستے دو نهند در خاک من و تو در کالبدے کشند خاک من و تو</p>	۱۴	<p>از تن چو برفت جان پاک من و تو دیا نگه ز برائے خشت گور و گریان</p>

	۱۵	
گر با خردی - تو حرص را بستد مشو چون آتش تیز باش چون آب ان		در پائے طبع خام - سر انگشت مشو چون خاک بہر باد پر انگشت مشو
	۱۶	
نا کردہ گناہ در جہان کیست بگو من بد کنم و تو بد مکافات مای		آنکس کہ گناہ نہ کرد چون زیست بگو پس فرق میان من و تو چیست بگو
	۱۷	
شدار ہمہ ناکسان نہان داری تو بگر کہ میان مردمان کار توصیت		راز از ہمہ ابلہان نہان داری تو چشم از ہمہ مردمان نہان داری تو
	۱۸	
اے زندگی من و تو انم ہمہ تو تو ہستی من شدی از انم ہمہ من		جانی و دلی اے دل و جانم ہمہ تو من نیست شدم در تو - از انم ہمہ تو
	۱۹	
اے دل زغم جہان کہ گفت خون شو دانی چہ کنی چو نیست سامان مقام		یا ساکن عشوہ خاہد گر دون شو انکار! ورون نیامدی بیرون شو
	۲۰	
ساقی! لطفی لطف دل آراے تو کو گیریم کہ مادر خور وصل تو نہ ایم		جامِ مے و نقل عشرت اترے تو کو لطف تو کجا رفت کہ بہاے تو کو

	۲۱	
چون جاه و جلال و حسن و زنگ آید و بود آن کس که نه راستی باشد نه نکوست		آخردل آدمی نه سنگ ست و نه رُو نی عاشق کس بود نه کس عاشق او
<b>روایف حرف (۵)</b>		
تن در غم روزگار بے دادیده دل جز بسیر زلف پرینا دیده	۱	ما را از غم گذشته گشتگان یادیده بے باورده مباشش و عمر بر بادیده
	۲	
در مجلس عشاق نشستم همه از باد شوقش قدح نوشیدیم		از محنت ایام برستم همه آزاده و آسوده دستیم همه
	۳	
اے یار ز روزگار باش آسوده چون کسوت عمر بر تن چاک شود		واندوه زمانه کم خور از بیبوه چه کرده و چه گفته و چه نابوده
	۴	
فریاد که عمر رفت بر بیبوه فرموده تا کرده - سیه رویم کرد		هم لقمه حرام و هم نفس آلوده فریاد ز کردمانی - تا فرموده
	۵	
اندیشه عمر بخش از شصت منه زان پیش که کله بر سرت کوده کنند		هر جا که قدم نهی بجز مست منه رُو کوزه فروش و کلاه از دست منه

	۶	
چند از پئے حرص و آز می فرسوده رفتند و روند و هم بپایند و روند		تا چند دومی گرد جهان پیموده یک دم بمراد خویش تن نابوده
	۷	
ما عاشق دست و پایی پرستیم همه بگذشته ز قبح و حسن از دهم و خیال		در کوئے خرابات نشستم همه از ما مطلب بهوش که ستیم همه
	۸	
یک جرعه می گفتم ز ملک نوبه جامی است به از ملک فریدون با		در هر چه نه در طریق - بیرون شو به نخست بر خم ز تیغ میخسرو به
	۹	
روز بزمی مرا تو مست افتاده دست از سر - قبح ز دست افتاده		در حلقه زلف بت پرست افتاده در پای تو سر نهاده مست افتاده
	۱۰	
نقشه است که بر وجود من ریخته من زمان به ازین نمی توانم بودن		صد بوالعجبی ز من برای نگفته کز بویه مرا چنین فسر در نیخته
	۱۱	
هر توبه که کردیم شکستیم همه عینم مکنید اگر کنم بخرودی		بر خود در نام و تنگ بستیم همه کز باوه عشق مست بستیم همه

۱۲	اسے بن درختے خانہ بیلست رفته گر ہر دو جهان چو گوئے افتند بگوئے	ترک بدو نیک ہر دو عالم گفتہ بزن بچوے چوست باشم خفته
۱۳	ہر روز براغم کہ گنم شب توبہ اکنون کہ رسید وقت گل ترکم دہ	از جام و پیالہ لبالب توبہ در موسم گل ز توبہ یارب توبہ
۱۴	اے بے خبر از کار جہاں پہنچ نہ شہ حد وجود در میان دو عدم	بنیاد ز باوست ازان پہنچ نہ اعراف بود تو در میان پہنچ نہ
۱۵	این چرخ چو طلسمست نگوں افتادہ در دوستی شیشہ و ساغر نگرید	دروے ہمہ زیر کان زبون افتادہ لب برب و در میان خون افتادہ
۱۶	جانا ! ز کدام دست برخاستہ خوبان جہان بد عید و آرا بند	کہ طلعت خویش ماہ را کاستہ تو عید بروے خویش آراستہ



۱۷	پیر دیدم بخوابستی خفته من خورده دست خفته و اشفته	وز گریه شعور - خانه تن رفت الله لطیف بعباده گفته
۱۸	غره چه شوی بسکن و کاشانه هم خوابه بادی و تو افروزی شمع	بر عمر که هست حاصلش آفت بر بگذریل چه سازی خانه
۱۹	دل دست بطره طرب نادرده افسوس بسر رسیده روز عمرم	جامم من خوشدلی بلب نادرده روز بمراد دل بشب نادرده
۲۰	آن باده خوشگوار بردستم نه و آن منی که چون بچید بر خود	و آن ساغر چون نگار بردستم نه دیوانه شدم بیار بردستم نه
۲۱	ساقی بصبوحی منی ناب اندرده مستیم و خراب در خرابات فنا	ستان شراب را شراب اندرده آوازه بعالم خراب اندرده
۲۲	دانی ز چه روزه او فتاوت چه کین دارد زبانی و لیکن خاموش	آزادی میسر و دوسون اندر افواه واں راست و دصده دست و لیکن کما



	۲۳	
دینا بمراد رانده گیر آخر چه؟		دین نامه عمر خوانده گیر آخر چه؟
گیرم که بکام دل باندی صد سال		صد سال زگر باندہ گیر آخر چه؟
	۲۵	
گویند حشیش هر دل تنگی به		وز جام شراب نغمه چنگی به
در مذہب کا ملاں چنین ناید راست		یک جوئے از خوردن صد تنگی به
	۲۶	
اے رفته و باز آمده خم گشته		نامت ز میان مردمان گم گشته
ناخن همه جمع آمده و خم گشته		ریشیت ز عقب در آمده دم گشته
	۲۷	
گراسپ و بلاق مست و گریزده		مغرور مشو بدولت و ده روزه
از قهر فلک هیچ کسے جان نبرد		امروز سبب شکست و فردہ کوزه
	۲۸	
از دُرسِ علوم جمله بگریزی به		و اندر سز لطف و لبر آویزی به
زان پیش که روزگار خونت ریزد		تو خونِ قرابه در قح ریزی به
	۲۹	
بنگر ز صبا دامن گل چاک شده		بلبل ز جال گل طربناک شده
هین بادہ خورید کاے بسا گل کو باد		بر خاک فرو ریزد و بر خاک شده

	۳۰	
از هر چه بجز حق است - کوتاهی به - مستی و قلندری و گمراهی به -		منم ز کفِ تبانِ خسرو گاهیتی یک جرعه منم ز ماه تا ماهی به
	۳۱	
مایم بلطف حق تولا کرده آنجا که غایت تو باشد - باشد		وز طاعت و معصیت تب کرده نا کرده چو کرده - کرده چون نا کرده
	۳۲	
تا چند ز مسجد و نماز و روزه خیام بخور باوه که این خاک نرا		در میکده مستی از در یوزه که جام کنند و گه سبو گه کوزه
	۳۳	
جله نست درین راه خطرناک شده بس رگدز - که بگذرد بر من تو		تن زیر زمین ز نیک بد پاک شده ما بے خبر از هر دو جهان خاک شده
	۳۴	
اے نیک ز کرده و بدی نا کرده بر عفو مکن تکبیه که هرگز نبود		انگاه بلطف حق تولا کرده نا کرده چو کرده - کرده چون نا کرده
	۳۵	
اے در ره بندگیت یکسان که و نکبت ترستانی و سعادت تو دمی		در هر دو جهان خدمت درگاه تو یارب تو فیض نخلش بستان برده

	۳۶	
از آتش و باد و آب و خاکیم همه تا تن با ماست در جفایم همه		در عالم کون در بلا کیم همه چون تن برود روان پاکیم همه
	۳۷	
ساقی! چو مرا عشق تو داغ داد مهر تو چراغ راه من تنها نیست		از عیش دو عالم فرغ داد خورشید هر ذره چراغ داد
	۳۸	
مارا سپید تیر بلا ساخت که دوست بجز دو فایده دیدی از من		هرگز نفس بمن نپسداخت که چشم عنایت من بینداخت
	۳۹	
روز و سه شد که بنده نخواست ز ان می ترسم که دشمنان اندیشند		واندیشم بذر کرمان نخواست که چشم عنایت من بینداخت
	۴۰	
ساقی! قدری که کار سازست همه من خود به نیاز و ناز و طاعت بفروش		فرد رحمت خود بنده ناز است همه که طاعت خلق بے نیاز است همه
	۴۱	
گفتی "نکنی اگر ز صہبای توبہ وقت گل دیار ساقی و مجلس مدش"		ترسم که در عالم نزدی با توبہ وانگاه ز رے توبہ - خدایا! توبہ

	۴۲	
تو لایق نکستہ مائے باریک نہ		جز در خور گور تنگ و تاریک نہ
من فاسقم و از در حق دور نیستم		مسکین تو کہ ز اہدی و نزدیک نہ
	۴۳	
من ترک ہمہ گیرم و ترک مئے نہ		از جملہ گیر باشدم ادوے نہ
آیا بود اینکہ من مسلمان گروم		بس ترک مئے مغانہ طائفے نہ
	۴۴	
تکے غم آن خورم کہ دارم یا نہ		دین عمر بخوشدلی گزارم یا نہ
پر کن قبیح بادہ کہ معلوم نیست		کین دم کہ فسر و برم برابرم یا نہ
<b>ردیف حرف (یا)</b>		
ماوے معشوق و صبح اے ساقی	۱	از ما نہود توبہ نصوح اے ساقی
تا کے خوانی قصہ نوح اے ساقی		پیش آربک راحت سوح اے ساقی
	۲	
درودے لعل مشکبواے ساقی		تا باز رہم ز گفت گوداے ساقی
یک کوزہ مے بدہ ازان پیش کہ دہر		خاک من تو کند سبواے ساقی
	۳	
زاہد نہ بزہد کرد سوداے ساقی		زیرا کہ عمل عیان نموداے ساقی
پر کن قبیح بادہ تو زوداے ساقی		کا نہ رازل آنچه بود۔ بوداے ساقی

	۴	
شامِ شراب ہم خراب اے ساقی بر بادِ مدہ بیار آب اے ساقی		شمعِ ست و شرابِ مہتابِ کساقی از خاکِ برابر این دلِ پرکشش را
	۵	
برگیر ز آتشِ مہتابِ اے ساقی دستِ من و دامنِ شرابِ کساقی		دردِ قدحِ ز لعلِ نابِ اے ساقی تا عقلِ گریبانِ دلمِ خواہد و شست
	۶	
جانِ بخشی و بازِ شمعِ وارمِ بخشی خواہم کہ دے ہزار بارمِ بخشی		ساقی چہ خوش آن نفس کہ زارمِ بخشی چون زندگی از تو یابم لے آبِ حیات
	۷	
چون ست کہ ہرگز نمکِ پیادِ کسے در ہم نرسد کہ می دہد و اد کسے؟		اے ساقی جانِ و سوزِ آذاد کسے دستے کہ؟ بدامان تو اے سر و سید
	۸	
از دلِ بشانِ باپِ نئے گردِ غمے مارا بران ز فکرِ بیہودہ دے		ساقی! قدحے کہ می کند غمِ ستے چون کارِ جہانِ بفکرِ کس است نقد
	۹	
آن یک نفسِ آن بہ کہ شود صرفِ کسے باشخِ گلے نشین نہ با خلدِ و خسے		ساقی! قدحے کہ بہت عالمِ نفسے نیکانِ گلِ عالم اند و باقی خسِ دُخا

	۱۰	
ساقی! نظرے بہ بینوایے بارے درمانِ من است یک نگہ چُون مگنی		گر بادہ نمی دہی صلائے بارے از نیم نگہ کنم دوائے بارے
	۱۱	
ساقی! قدحے کہ بکیان را تو کسی فریاد رسِ اہلِ مساکین کہ شود؟		گر در دہے بود دوائے توبی فریاد رسش کہ ہم تو فریاد رس
	۱۲	
مگر دولت و بخت باشد و روز بہی سہل است کہ من در قدرت خال شوم		وہ پائے تو سر باز مے سرو بہی ترسم کہ تو پایے بر سر من نہ نہی
	۱۳	
گر کامِ دل از زمانہ تصویر کنی گیرم کہ نہ دشمنان بنالی بر دوست		بے فائدہ خود را ز غمان پیر کنی چون دوست جفا کند چہ تدبیر کنی
	۱۴	
اے مایہِ درمانِ نفسے بنشین گر من تو فرما د صفت شیفۃ ام		تا صورتِ حالِ درویشان مینی عیدم کن اے جان کہ توبس شیری
	۱۵	
اے بلبلِ خوش سخن چہ شیرین نفسی شاید کہ بیارانِ عزیزت نرسی		کز دست و زبانِ خوشنقش و قفسی سرست ہوا و پائے بندِ نفسی

	۱۶	
فردا کہ بنا می سیاهِ خود در زنگی بفرود خسته دین بر بنیا از بے خردی		بس دستِ تحسُّر کہ بدندانِ بری یوسف کہ بده درم فروشی چه خری
	۱۷	
گیرم کہ بہ تقویٰ و خرد مندی در آئے باییل کہ طبع میکند چه توان کرد؟		از دائرہ عقلِ بدونِ نہم پائے عیبِ ست کہ درین آفرینند آئے
	۱۸	
در راہِ قناعت ار سنجہ داری از ہر چہ نہ بر مراد تو خواہد بود		در ہر قدم آراستہ گنجہ داری گر بخرجہ شوی دراز سنجہ داری
	۱۹	
گرد ہر پراز بلا بود خوش باشی در وقتِ خوشی ہمہ کسان خوش باشند		این ست طریقِ رندی و اواباشی شرطِ است کہ وقتِ ناخوشی خوش باشی
	۲۰	
گر شہرہ شوی بشہر شدہ الناسی بزان نبود گر حضر و الیاسی		در گوشہ نشین شوی - و سواسی کس نشناسد ترا تو کس نشناسی
	۲۱	
بشکفت شکوفہ بے بیارے ساقی زان پیش اجل کمین کند روز بے چند		دست از عملِ زہد بدارے ساقی جامِ مئے لعل دروئے بیارے ساقی

	۲۲	
ہنگام صبح ست خروش اے ساقی چہ جاے صلاح است خجوش اے ساقی		ماؤئے کوئے می فروش اے ساقی بگذر ز حدیث زہد و نوش اے ساقی
	۲۳	
چون بہت زمانہ دشباب اے ساقی ہنگام صبح قفل بردر زودہ ام		برد بگم جام شراب اے ساقی مئے دہ کہ برآمد آفتاب اے ساقی
	۲۴	
آنکھاکہ ز پیش رفتہ اندا اے ساقی کہ و بادہ غور و تحقیقت از من بشنو		در خاک غر و رختہ اندا اے ساقی باد است ہر آنچہ گفتہ اندا اے ساقی
	۲۵	
چون می نہ ہر اجل امان اے ساقی غم خوردن بہیودہ نہ کار دل است		درودہ قبح شراب ہاں اے ساقی با این دوسہ روزہ در جہاں اے ساقی
	۲۶	
دینگ اگر شوی چو نار اے ساقی خل کے است جہان غرل خواں امطر		ہم آب اجل کند گزار اے ساقی باد است نفس بادہ بیار اے ساقی
	۲۷	
تا چند ز یاسین و برات اے ساقی روزے کہ برات ما میخانہ برند		بنویس میخانہ برات اے ساقی آن روز بود شب برات اے ساقی



	۲۸	
صبح خوش و خرم است خیزل ساقی جائے بمن آرد خوش غنیمت می آں		دیشیشہ بکن شراب از شب باقی ایں یک دم نقد را کہ فردا باقی
	۲۹	
زان کوزہ مئے کہ نیت در مئے شراب ز ایں پیشتر اے صم کہ در رگندے		چرکن قدحے بخور بمن - وہ دگرے خاک من تو کوزہ کند کوزہ گرے
	۳۰	
دروہ مئے لعل لاله گون اے ساقی کام دزد برون ز جام مئے نیست مرا		بکش از حلق شیشہ خون اے ساقی یک دودست کہ پاک اندرون ایباقی
	۳۱	
گر زانکہ بدست افتد از مئے دونه کاں کس کہ چنان کرد - فراغت دارد		می خور تو بہر محفل و ہر انجمنے از نیلت چوں توئی دریش چو منے
	۳۲	
افتادہ مرا با مئے دستی کاے اے کاش کہ ہر کدام مستی کہے		خلقم زچہ می کند ملامت بارے تا من بچان ندیدے ہیشاے
	۳۳	
ہاں تا بخرامات محبازی نائی این رہ - رہ مردان سرفرازان است		تا دور قلندر ی نساہی نائی ز ہنار ویرین کوچہ بباہی نائی

۳۴	گردست دہد ز مغز گندم نانے باہِ منہ نشسته در بستانے	وز منے دو منے ز گو سپندے رانے عیشے ست کہ نیت حدیہ سلطانے
۳۵	در کار گہ کوزہ گرے کردم سائے می کرد سب و کوزہ را دستہ زنائے	در پای چرخ دیدم استادہ بیایے از کلہ بادشاہ در دست گدایے
۳۶	اے او حرم فات تو عقل آگہ نے مستم ز گناہ وز رجا بہ شیارم	وز معصیت و طاعت با مستغنی امید ز رحمت تو دارم یعنی
۳۷	سازندہ کارِ مرده وزندہ توئی من گرچہ بدم صاحبِ این بندہ توئی	دارندہ این چرخ پر آگندہ توئی کس اچہ گنہ کہ آفرینندہ توئی
۳۸	اے چرخ دلم ہمیشہ غمناک کنی بارے کہ بمن رسد تو آتش کنی اش	پیر این محرمی من چاک کنی آبے کہ خورم در دہنم خاک کنی
۳۹	خوش باش کہ بختہ اند سوداے تودی تو شاد بزی کہ بے تقاضاے تودی	ایمن شدہ از ہمہ تمنائے تودی داوند قرار گاہ فرطائے تودی

	۴۰	
برین در عیش را بہ بستی بستی خاکم بدہن مگر تو مستی ربّی		اے بریقے مرا شکستی ربّی بر خاکِ بختی مے ناب مرا
	۴۱	
از خویش بریدی و بد و پیوستی از بود و نبود آن بکلی رستی		اے دل چو بہ زم آن صنم شستی از جام فنا چو جرّہ نوشیدی
	۴۲	
گہ در صورتِ کون و مکان پیدائی خود عینِ عیانی و خودی بینائی		گہ گشتہ نہان روئے بکس تنائی وین جلوہ گری بخوشتن بنائی
	۴۳	
سرست بدم کہ کردم این ادبائی من چون تو بدیم تو نیز چون من باشی		برنگ زدوم و دوش بہوئے کاشی با من بزبان حال میگفت سبوء
	۴۴	
تو روحِ مجرّوی بر املاک شوی کائناتی و مقیم خطّہ خاک شوی		اے دل اگر از غبار تن پاک شوی عرش است نشیمن تو شرمست بادا
	۴۵	
این جانِ شریفِ ماہمی رنجانی آہنا کہ تو آرزوئے ایشان		پیوستہ ز بہر شہوتِ نفسانی آگاہ نہ کہ آفتِ جانِ تو

۴۶	شخصے بزے فاشے گفتاستی گفتا شیخا ہر آنچہ گوئی ہستم	ہر لحظہ بدام دیگرے پیوستی اما تو چنانچہ می نمائی ہستی
۴۷	از مطیع دنیا تو ہم دود خوری دُنیا کہ بر اہل دین زیانیست عظیم	تا چند غم بودہ و نابود خوری گر ترکِ زیان کنی ہم سوتہ خودی
۴۸	اے کودہ گرا کبوش گر ہشیاری انگشتِ فریدون دس کج خیر و	تا چند گنی بر گل آدم خواری بر صرخ نہادہ چہ می پنداری
۴۹	ہنگامِ صبح اے صنمِ فرخ پئے کافند بخاک صد ہزارانِ جم و کے	بر ساز ترازہ رو پیش آورئے این آمدنِ تیرمہ و رفتنِ دے
۵۰	چند آنکہ نگاہ می کنم ہر سوئے صراچہ بہشت است ز دوزخ کم گوئے	از سبزہ بہشت است ز کونر جوئے بنشین بہ بہشت با بہشتی روئے
۵۱	چون واقعی اے پسر زہرا سراے چون مے نرد و باختیارت کاے	چندین چہ خوری بہ ہیہ تیارے خوش باش درین نفس کہ ہستی بارے

۵۲		
گر بہت نزا دین جہاں بہت ہے پیش ازین و تو بیا ز مودند بے	ہاں تا نرنی بے کئے و ساقی نفسے دنیا نکند وفا برا دراکے	
۵۳		
اے دہر بکرده اے خود معترنی نعمت بچسان دہی ز رحمت بچان	در خالقہ جو روستم متکلفی زین ہر دو ہر دن نیست دُر کی یا زنی	
۵۴		
ز نہار کنونکہ می توانی بارے کین مملکت حنّ نماند جاوید	بردار ز خاطر عزیزان بارے از دست تو ہم ہر دن رو دیکھا بارے	
۵۵		
چون جنس مرا خاصہ بدان ساقی چون وانا نم برسم خود بادہ دہد	صد نقل زہر نفع براند ساقی در حد خودم در گذر اند ساقی	
۵۶		
بر گیر ز خود حساب اگر با ہمبری گوئی نخورم بادہ کہ می باید مرد	کا دل تو چہ آوردی و آخر چہ بری می باید مرد گر خودی در نخوڑی	
۵۷		
پیرے دیدیم بخانہ مختارے گفتے خود کہ ہچومن بسیارے	گفتم کنی ز رفتگان اخبارے رفتند و کسے باز نیا مدبارے	

۵۸	برکوزہ گے پر یز کرم گزے من دیدم اگر ندید ہر بے بصیرے	از خاک ہی نمود ہر دم تیرے خاک پدرم بر کف ہر کوزہ گے
۵۹	بر گیر پیالہ و سبواے دلجوے کیں چرخ ز صورت بتان مہر کوے	بخرام بسوے سبزہ زار و لب جوے صد بار پیالہ کرد و صد بار سبجوے
۶۰	اے آنکہ نتیجہ چہار و ہفتی مے خور کہ ہزار بار پیشیت گفتم	در ہفت و چہار دایم اندر رفتی باز آذنت نیست چورفتی - رفتی
۶۱	شاو آمدی اے احتجام کہ توئی از ہر خدا نہ از براے دل من	تو آمدہ و من نہ برا نم کہ توئی چندان مے خور کہ من نہ نام کہ توئی
۶۲	اے باوہ خوشگوار و در جام مہی ہر کس کہ ز تو خورد امانش نہی	بر پائے خرد تمام بند و گرہی تا گوہر اد بر کف دستش نہی
۶۳	بکشاد رے کہ در کشائندہ توئی من دست بہ ہیج و تنگی رے ندیم	بنائے رہے کہ رہہ نمایندہ توئی کایشان ہمہ فانی اند و پائندہ توئی

۶۳	تو بے خبری گزین اگر باخبری تو بے خبری۔ بے خبری کا زوشت	سما از کفستان ازل باوہ خوری ہر بے خبری را ز سربے خبری
۶۵	اے چرخ ہمہ خیس را چیز دھی آزاد میان شست کہ دکان نہند	گر باہ و اسیا و دہلیز دھی شاید کہ اذین فلک با نیز دھی
۶۶	چندین غم بیہودہ مخور شاوہری چون آخر کار این جہان نیستی است	واندر رو بیداد تو باداد بڑی آن کار کہ نیستی تو آزاد بڑی
۶۷	در باغ چو بد غورہ ترش اول فے از چوب تیشہ گر کسے کرد باب	شیرین ز چہ گشت و تلخ چون آمدے وز تیشہ چہ گوئی کہے رویدے
۶۸	یار بکشاہ برین از رزق دے از باوہ چنان مست نگہدار مرا	بے منت مخلوق بران ماحضرے کز بے خبری نباشدم در دگرے
۶۹	گر آدم بخود بدے نامدے بہ زان نہ بدے کا ندرین دیر خراب	در نیز شدن بن بدے کے شدے نہ آدمے۔ تو شدے۔ تو بدے

ن۔ آزادہ بنان شب کہ دکان نہند چو شاید بیان چنین فلک چیز دھی

	۷۰	
اسے دل تو در سارا معانہ سی ابن چارہ نہ مے و جام بہشتی می سنا		وز کنتہ زیر کان وانا نرسی کجا سجا کہ بہشت ہست سی یا نرسی؟
	۷۱	
خواہی کہ بدینا دل بے غم یابی فارغ منشین ز خوردن بادہ مے		یک چند اساس عمر محکم یابی تالذت عمر خود و مادوم یابی
	۷۲	
اسے چرخ چہ کردہ ام بمر بست بگو نام نہدی تا نبری کوے بکوی		پیوستہ مرا گلندہ دزنگ دلو آبم نہدی تانہ بری آب زرو
	۷۳	
ہن تا بربستان بد رشتی نشوی مے خور کہ بخوردن دینا خوردن		یا از در نیکوان بد رشتی نشوی گر در خور دوزخی بہشتی نشوی
	۷۴	
خواہی کہ پسندیدہ آنام شوی اندر پیے مومن و جہو و دترسا		مقبول قبول خاصہ و عام شوی بد گوئے مباحش تا نکو نام شوی
	۷۵	
روزے کہ علم ہرنگ آبی یابی در بحر و در دیدہ ام اگر غوطہ خوری		در کج و دلم بے خبر آبی یابی گر گم نشوی مردم آبی یابی



۷۶	دردہ مئے لعل لالہ گون صافی کامروز برون ز جام مئے نیست مرا	بکشاؤ ز حلق شیشہ خون صافی یکدست کہ وارد اندرون صافی
۷۷	تلاکے کئے غم آن خورم کہ دارم یلنے پزکن قبیح بادہ کہ معلوم نیست	دین عمر بخوشدلی گذارم یلنے کاین دم کہ فسر و برم بدارم یلنے
۷۸	اے بادہ نوش تربت من لالائی کز دور مرا ہر کہ بہ بیند گوئد	چندان بکشم ترا در روشنائی اے خور وہ شراب از کجائی آئی
۷۹	بادرد قناعت کن و آزاد بزی منگر بنزدونی ز خود و عصہ مخور	در بند فتنہ دنی مشو آزاد بزی در کم ز خودی نگہ کن و شاد بزی
۸۰	از دور پدید آمدہ ناپاک تنے بشکست صرا حیم کہ عمرش کم باد	وز دودِ جہنم تیش پیرھنے وا نگہ چوئے لطیف مر وے چمنے
۸۱	باسن تو ہر آنچہ گوئی از کین گوئی من خود مقرم ہر آنچہ گوئی ہستم	پیوستہ مرا لحد و بیدین گوئی افسانہ بدہ ترا رسد کین گوئی

۸۲	از آمدن بہار و از رفتن دے مے خور مخور اندوہ کہ گفت ست حکیم	ادراقِ وجود ما ہی گرد دے غماے جہان چو زہر تر یا قش نے
۸۳	تا در تن تست استخوان و رگ و پیے گردن منہ از خصم بود رستم زال	از خائے تقدیر منہ بیرون پیے منت کش اردوست بود عاتق طے
۸۴	گردے زمین بجلہ آباد کنی گر بندہ کنی بلطف آزاد کنی	چندان نبود کہ خاطرے شاد کنی بہتر کہ ہزار بندہ آزاد کنی
۸۵	گویند مخورے کہ ہلاکش باشی این ہست مے زہر و دوا عالم خوشتر	آن یکدم کہ شراب سرخوش باشی در روزِ مکافات ہلاکش باشی
۸۶	از کبر مدار ہیج و در دل محوسے بچوں زلفِ بتاں شکستگی عادت کن	کز کبر بجائے ز سیدست کسے ز ان پیش کہ بگسلد ز تارِ نفسے
۸۷	تا کہ ز غم زمانہ محزون باشی مے نوش و بعیش کوش خوش دل میباش	با چشمِ میرآب و دلِ پُر خون باشی زان پیش کہ زین دائرہ بیرون باشی

۸۸	دنیا نفس و من در یک نفس شکرا یہ نہ آنکہ زندہ خوش می باشی	اندر نفس چند توان زد نفسے این عالم بے وفا نماند بکے
۸۹	خسته نہ نهم پا ز نهم برخسته آتش نشوم ز بہر ہر گشتے	زین پس من و بادہ و کنار گشتے خوبی نبود ببردیم - باز گشتے
۹۰	مے خور کہ ظریفانِ جہاں در دے تا کے گویم تو بہ شکستہ ہئے ہئے	بر گردن با گوش ز مے بینی خوے صد تو بہ شکستہ بہ ز یک شیشہ خوے
۹۱	جز راہ قلندر سحر ابات پیوے بر کف - قبح بادہ - و بردوش سبوے	جز بادہ و جود سماع و جویار جوے مے نوش کن بکار بہبودہ میوے
۹۲	تا در ہوس لعل لب و جام می اینہا ہمہ حشواست خدامی داند	تا در پئے آواز دف و چنگ می تا ترک تعلق نہ کنی هیچ نمی
۹۳	نان پیش کہ از جام اجل مست شو سرمایہ بدست آر درین رہ کا سجا	زیر لکہ حادثہ ہا پست شو سودے نکنی اگر تہی مست روی

۹۳	اے آنکہ خلاصہ چہار اُرکانی دیوی و دودی و ملک و انسانی	بشنو سخن از عالمِ رومانی باشت ہر آنچہ می نمائی آنی
۹۵	ہر چند ز دوست دہر غم کشن باشی ز نہار ز دست ناکسان آپ زلال	و در جو و خفاے حرج ناخوش باشی بر لب مچکان اگر در آتش باشی
۹۶	آن بہ کہ ز جام بادہ دل شاد گئی وین عاریتی لباس زندانی را	و ز نامدہ و گذشتہ کم یاد گئی یک لحظہ دیند عقل آزاد گئی
۹۷	باد و رب از تادوائے یابی می باش بوقت مینوائے شاکر	از درد منال تا شفاے یابی تا عاقبت الامر نوائے یابی
۹۸	از دفترِ عمر می کشودم فالے می گفت خوش آن گے کہ در خانہ آؤ	ناگاہ ز سوزِ سینہ صاحبِ حالے روزِ سیت چو ماہے و شبے چو سائے
۹۹	اولِ بخودم چو آشنایِ گردی چون ترکِ منت نبود از درِ بخت	آخر ز خودم چرا جدا می گردی سرگشتہ بعالمِ چہرایِ گردی

۱۰۰	آن مایہ زد دنیا کہ خوری یا نوشی باقی ہمہ را یگان ترا۔ زو ہمدار	معذوری۔ اگر در طلبش می کوشی تا عمر گران مایہ بدان نفروشی
۱۰۱	من ترکِ ہمہ کردم و ترکِ منے اما بود آنکہ من مسلمان گردم	از جملہ گیر با شدم از دوسے نے بس ترکِ منے مغانہ کردم ہے
۱۰۲	تن زن چو بزیر فلک بے باکی چون اول و آخرت بجز خاک نیست	نے نوش جو در جهان آفت ناکی انگار کہ بر خاک نئی در خاک کی
۱۰۳	گر شادی خویش تن در آن میدانی در ماتم عقل خویش نشین ہمہ عمر	کاسودہ دلی را بنغمہ نشانی می و ارمصیت کہ عجب نادانی
۱۰۴	ہنگامِ سفیدہ دم خروں سحری یعنی کہ نمودند در اُیبتہ صبح	دانی کہ چرا ہی کند نومہ گری کز عمر شبے گذشت و توبے خبری
۱۰۵	اے کاش کہ جائے آرمیدن بود کاش از پے صد ہزار سال از دل خاک	یا این رہ دور را رسیدن بود چون سبزہ امید بر زمین بود

	۱۰۶	
اے سوختہ سوختہ سوختنی تلاکے گوئی کہ بر عمر رحمت کن		وے آتش دوزخ اند تو افر وختنی حق را تو کجا بر رحمت آموختنی
	۱۰۷	
اے دل مے و معشوق کن در باقی گہ پیرو احمدی خوری جام شرب		سالوس رہا کن و مکن ز راتی زاں حوض کہ مرتضاش باشد ساقی

## تہامش

مطکعبو ————— روز بازار ————— امریکہ  
جزل لاکچرینجی

# نادر و نایک

فتح آندلس - ایک دلچسپ تاریخی ناول جس میں اسلامی فتوحات ہسپانیہ کے

منظر مجاہدین کی پھر ہر گاری - سپہ سالاران اسلام کے زبرین کارنامے مسلمان حاکموں کی محدث گسٹری عیسائی فرمانرواؤں کی بد اخلاقی - یہودیوں کی مظلومی اور انتقام گیری کے ہو بہو نقشے کھینچے گئے ہیں - قیمت ۸ روپے -

تحدان اسلام حصہ اول و دوم - اسلامی سلطنت کی یونانیوں کی ترقی کے ساتھ اسکا نظام ملکی اور فوجی کی تاریخ اور مسلمانوں اور اسلامی حکومت کے تمول اور شان و شوکت کے تفصیلی حالات جو صد ہائے تاریخی کتابوں میں

بکھرے پڑے تھے بڑی خوبی کے ساتھ ایجا جمع کر دیئے ہیں مناسب تصویروں ہی دی گئی ہیں قیمت حصہ اول و دوم ۸ روپے -

بشارت طلحہ - ایک عظیم النظر دلچسپ تاریخی ناول جس میں ایک عیسائی لیدی کے مشرف باسلام ہوئی تفصیلی کیفیت اس انداز بیان کی گئی ہے کہ ایک خود شروع کر دیکھے یہ ہر قسم کے بدون تحاب تھے سے چھوڑ کر گرجی چکا گیا مصنف نے واقعی کمال کیا ہے کہ مذہبی مناظرہ کو جو بظاہر ایک خشک مضمون تھا نہایت دلچسپ بنا دیا یہ تصوف اور

آخر تک سارا واقعات پر مبنی ہے اور چونکہ قابل مصنف نے اس میں اسلام کی صداقت کے بڑے بڑے زبردست اور جواب دہین والے ثبوت عقلی لائیل اور خود عیسائیوں کی مقدس کتاب سے دیئے ہیں - لہذا یہ کہنا ذرا مبالعہ نہیں کہ بشارت طلحہ کی تصنیف

اسلام کی ایک قابل اور خدمت ہے جسکی مجال اسلام کو خاص قدر کرنی چاہئے - قیمت ۸ روپے -

المرآۃ المسلمہ - عصر کے مشہور مصنف علامہ فرید وجدی کی تازہ تصنیف کا اردو ترجمہ جو ادنیوں کی پردہ کی تائید آزادی نسوان کی مخالفت اور ساری توجہ المرآۃ اور مرآۃ العجیدہ کی تردید میں لگی ہو قابل دیدہ ہو قیمت فی جلد ۸ روپے -

اسلام اور شوشل نیچارم مصر کے بہت بڑے مسلمان عالم اور اسلامی مؤرخ محمد رفیع بک اعظم نادرہ کے سالہ مطالب الحیاء الاجامیۃ والاسلام کا اردو ترجمہ جس میں مصنف مجموع نے بہت خوبی کے ساتھ تمدن یورپ اور تمدن اسلام کا مقابلہ کر کے اسلامی تمدن کی فضیلت ثابت کی ہے اس سارے مصر عربیہ میں اور ترکی میں ہر جگہ اس پر مباحثے نے بغیر فائدہ سنی انبیا و دین اسکا اہم و بڑا کام

تیار کر لیا ہے اگرچہ علمی مضمین ایک طرح خشک ہو گا کہ نہیں لیکن یہ بہت اہم نہایت دلچسپ ہے قیمت ۸ روپے -

الاسلام دین لفظ ہے۔ ایکس فورڈ یونیورسٹی واقع انگلستان کے عربی پروفیسر اور مصر کے نامور علما شیخ محمد عبدالعزیز شادیش کے اس مضمون کا ترجمہ جو انہوں نے دین اسلام کی حقیقت اور اس کے فطری مذہب ہونیکے ثبوت میں مقام الجزائر کی مشرقی علوم کی کانفرنس میں علمائے یورپ کے سامنے پڑھاتھا۔ اس میں عقلی دلیلوں اور اصول تمدن کے یکساں لحاظ سے اسلام کے عقاید و توحید باری۔ نبوت کی غرض اور اس کا ثبوت۔ اسلام کے اصلی احکام کی عقلی خوبیاں اور دین اسلام کا تمام دنیا کے لئے مفید اور موید تمدن ہونا بہت پر زور دلائل سے ثابت کیا جو۔ اور ہر بات پر آیات قرآنی ہی سے استہوا کیا ہے۔ قابلِ یاد کتاب ہے قیمت ۶

فتاۃ غسان: ایک نثر درست جیتراک اور نہایت دلآویز تاریخی ناول ہے جس میں اسلام کی حالات ابتدائی ظہور سے لے کر فتح عراق اور شام تک بڑی خوش اسلوبی سے قصہ کے پیرائے میں دکھائے گئے ہیں قیمت ہر در حصہ سے ۶

تربیت اولاد: ساس کتاب میں تربیت اولاد کے سبکدھار پر پہلو سے حکیمانہ بحث کی گئی ہے۔ اور بچوں کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی غور و پرداخت کی ایسی پہل اور کارآمد ترکیبیں بتائی گئی ہیں کہ غالباً اگر کسی کتاب میں بونگی عبارت سلیس عام فہم تک خاص عام اچھی طرح سمجھیں اور پورا فائدہ اٹھاسکیں قیمت ۴

اوساق مغول فارسی: اس کتاب میں مولف نے نہایت محنت کے ساتھ یہ التزام کیا ہے کہ بالکل میں مغلیہ قولوں اور خاندانوں کی اصل و نسل و ماہمی امتیاز وغیرہ کے حالات شرح و بسط سے درج کئے ہیں۔ اور یہ دکھایا ہے کہ کس طرح پیدا ہوئے اور ان میں کس قدر توہین کس کس وقت اور کس کس صورت سے نکلیں۔ اور ہر ایک قسم کے امر و غلطی کے حالات اور ان کے کارنامے اور صحیح و غلطی لکھے ہیں۔ اور دوسرے باب میں تمام سلاطین مغلیہ کو جو نمایاں مقامات پر مختلف میں گزری ہیں مفصل واقعات اور ان کے دربار کی شہر کے تذکرے اور اشعار مندرج ہیں۔ اور آخر میں شاہان اودہ و دکن کے حالات نسب وغیرہ و حالات شاہان گلبدن خلیفہ المسلمین سلطان العظم دیگر وغیرہ مضامین تحریر کئے گئے ہیں۔ باعتبار اسکی خوبیوں کے قیمت صرف ۴

نیچر اخبار و سیل امرتسر



# غلطنامہ باعیاات حکیم عمر خیام

نمبر صفحہ	نمبر پیرا یا رباعی	غلط	صحیح
۳	اخیر	ربار	دربار
۱۰	"	او	از
۱۶	۶	لاٹانی	ثانی
۱۹	اول	الذکوب	الذکوب جمیعا
"	۱۳ سطر	بیچ	بیچ است
۳۸	رباعی نمبر ۱۲	کشتہ	عشہ
۳۹	" نمبر ۲۳	میں	آئین
۶۲	۱۵۹	دیدیں	دو دیدیں
۸۷	۱۰۴	زندگی	زندگانی
۹۳	۱۳۸	دنے	دے
۱۰۳	۲۰۱	بیچ	بیچ است
۱۰۶	۶	اقل کار	اذا اقل کار
۱۱۱	۳۶	بیچ	بیچ کس
۱۲۳	۲	بحد	بسرحد
۱۳۸	۷۳	استاد	باستاد
۱۴۱	۹۱	دور	ماز
۱۴۷	۲۰	صرا	طراز آمدگان
۱۴۸	۲۶	باخبری	باخبری
۱۶۷	۲۰	گوشہ نشین شوی	گوشہ نشین شوی ہاں
۱۷۱	۴۵	کہ تو آرزوئے	کہ تو در آرزوئے
۱۷۵	۶۷	انچوب	ازچوبک
"	۶۷ آخر سطر	وزنیشہ	وزنیشہ
"	۶۹	نہ آمدے	نہ آمدے

وَلِعِمْ الْوَكِيلُ



سَكَبْنَا لِلَّهِ

# وکیل

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار ہر دو شنبہ و پچھشنبہ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے اس مہینے میں

۱۔ حکم و حکوم کے ان تعلقات کو بیان کرنا جو رعایا کی وفاداری اور حکام کی رعایا پروری کے اصل اصول ہیں اور اس ضمن میں درجہ ایالت اور صدارت حقوق کو درستے سمجھنا اور گورنمنٹ کی پالیسی جو انتظام ملک سے متعلق ہے اس سے رعایا کو آگاہ کرنا اور جو غلط فہمیاں کسی فریق کی طرف سے پیدا ہوں ان کے اظہار میں نہایت مناسبت شائستگی اور آزادی کے ساتھ ایسا طریق عمل اختیار کرنا جو بطنیوں کے دفتیر اور استعمار سلطنت کا باعث ہو۔

۲۔ مسلمانوں کی دستانہ قوم کے پوشیل حقوق کی حفاظت اور ان کی مذہبی، اخلاقی، تعلیمی، تمدنی تجارتی اور صنعتی حالت کی علمی ترقی کے لئے کوشش کرنا اور وہ تدابیر پیش کرنا جو ان کی مذہبی و قانونی صلاح و فلاح کا باعث ہوں۔

۳۔ اسلامی انجمنوں، درس گاہوں اور انجمنوں کو حسب آیت ”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا“ بطور جسم منظم کا کام لے کر توجہ دلانا اور ان کی کاروائیوں پر آزادی سے ریویو کرنا اور قوم کو ان کی امانت کے لئے انھیں نام نہاد ہم مسلمانوں میں باوجود ذات و اتفاق قائم کرنے اور ان کے دن کے یا کسی شخص سے جو نقصان پہنچے میں ان کے دور کرنے میں تکیہ اسلامی سلطنتوں اور مملکت غیر کے حالات و ترقیات سے ملک کو آگاہ کرنا اور مقتدر انگریزی، عربی، فارسی، جوڈ کے دلچسپ اور عمدہ مضامین کے تراجم و اقتباسات شائع کرنا۔

اسلامی معاملات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے اس اخبار سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں، اسکی طرز تحریر آزاد ہے کسی بھی اعلیٰ لٹریچر نے ایسے صحاب کو جو ملک اور قوم کے بچے ہمدرد اور گورنمنٹ کے حقیقی خیر خواہ ہیں اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبروں کے نہایت جلد اور سب سے پہلے ہم پہنچانے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ غرضیکہ یہ ایک اسلامی اخبار ہے جسے اردو اخباری دنیا میں لائق ہو نیکانہ حاصل ہے۔

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر کو تین ماہ سے کم کے لئے جاری نہیں کیا جاتا نمونہ کارچر اور ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

قیمت پیشگی	مالک بیرون سے	۱۲ شنگ	۸ شنگ	۵ شنگ
رو سار و امرا سے	۱۲ شنگ	۸ شنگ	۵ شنگ	۵ شنگ
عام خریداروں سے	۱۲ شنگ	۸ شنگ	۵ شنگ	۵ شنگ
لاہور، شملو، سمبھار	۱۲ شنگ	۸ شنگ	۵ شنگ	۵ شنگ

المشہد  
مینجر اخبار وکیل۔ و مطبع روز بازار جنرل لکھنؤ کھنسی امرتسر پنجاب



۸۹۱۵۱۲۲

آخری درج شدہ تاریخ پر ایک کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]



